عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت ۱۰ روپے
جلد:۳۳	۲۸ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۴ء	شمارہ:۱

سیرت و اخلاق کی تعمیر میں حدیث کا کردار

دائرۂ نبوت کا مرکز

حفاظت وقت اور ہمارا معاشرہ

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مرحوم شوہر کا قرض اس کے ترکہ سے وصول کرنا

شمع پروین، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے مرحوم شوہر کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی؟ میرے دو بیٹے ہیں، میرے شوہر کی پہلی بیوی سے بھی دو بیٹے ہیں اور پھر تیسری شادی انہوں نے ایک بیوہ سے کی جس کا ایک بیٹا بھی تھا، شادی کے بعد ایک بیٹی ہوئی، جب میری شادی ۱۹۸۱ء میں ہوئی تو میرے والد صاحب نے ایک سال بعد ۱۲۰ گز پر بنا ہوا مکان مجھے دے دیا۔ اس کے علاوہ شادی کے وقت بہت سا قیمتی سامان زیورات میں دس تولہ کی چوڑیاں، چار کڑے، آٹھ تولہ کا سیٹ، دو سیٹ چھوٹے، انگوٹھیاں، چین، ٹوپس وغیرہ دیئے۔ اس کے علاوہ میرا بینک بیلنس تقریباً ایک لاکھ روپے تھا۔ میرے شوہر وقتاً فوقتاً مجھ سے پیسے اور زیور لے کر خرچ کرتے رہے۔ ۲۰۰۴ء میں شوہر نے اپنے بڑے لڑکے کی شادی کی اور میرے گھر پر اوپر کی منزل پر تین کمرے اس کو تعمیر کر کے دیئے اور یہ تعمیر شوہر نے اپنے پیسوں سے کی۔ میری عمر اس وقت ۶۶ سال ہے، میں اپنا ذاتی سامان مستحق لوگوں میں تقسیم کرنا چاہتی ہوں اور مکان اپنے والدین کے نام صدقہ جاریہ کر کے باقی شریعت کے مطابق تقسیم کرنا چاہتی ہوں، مگر میں اپنے شوہر کی بیویوں اور ان کی اولاد کو کچھ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

ج:...... صورت مسئولہ میں آپ کے مرحوم شوہر کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو اور ان کی ملکیت میں موجود تمام اشیاء کو ۷۲ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ جس میں سے ۹ حصے مرحوم کی موجودہ بیواؤں میں برابر تقسیم ہوں گے اور باقی کے ۶۳ حصے اس طرح تقسیم ہوں گے کہ مرحوم کے چاروں لڑکوں میں سے ہر ایک لڑکے کو ۱۴، ۱۴ حصے اور مرحوم کی لڑکی کو ۷ حصے ملیں گے۔

آپ کے والد نے شادی کے موقع پر آپ کو جہیز میں یا بعد میں جو کچھ بھی دیا مثلاً زیور، کپڑا، سامان یا گھر وغیرہ وہ صرف

مولانا محمد اعجاز مصطفی

اور صرف آپ کی ملکیت ہے، اس میں شرعاً کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے، ہاں آپ کے انتقال کے بعد یہ سب کچھ جو آپ کی ملکیت میں ہے صرف آپ کے دونوں بیٹوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔ آپ کے سوتیلے بیٹوں کو یا شوہر کی دوسری بیواؤں کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ باقی آپ کے مکان پر شوہر نے جو تعمیرات کی مد میں خرچ کیا تھا، آپ کو چاہئے کہ اتنی رقم آپ نکال کر شوہر کے تمام ورثاء میں مندرجہ بالا طریقے کے مطابق تقسیم کر دیں۔ اس کے علاوہ زندگی میں شوہر نے جو پیسہ یا زیور آپ سے بطور قرض لیا تھا اور آپ نے قرض کی وضاحت کر کے انہیں دیا تھا یا آپ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور آپ نے معاف بھی نہیں کیا تھا تو اب آپ شوہر کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے وصول کر سکتی ہیں۔ ترکہ میں سے پہلے آپ کا یہ قرض ادا کیا جائے گا اس کے بعد باقی ترکہ کو شرعی طریقے کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

۲۸ صفر تا ۵ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۴ء
جلد: ۳۳
شمارہ: ۱

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

حضرت مولانا علاؤ الدینؒ کی رحلت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
دائرۂ نبوت کا مرکز	۷	مولانا عبدالغفور قاسمیؒ
حفاظت وقت اور ہمارا معاشرہ	۱۰	میرزا ہد مکھیالوی
سیرت و اخلاق کی تعمیر میں حدیث کا کردار	۱۳	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
برأت حضرت تھانویؒ (۳)	۱۶	علامہ ڈاکٹر خالد محمود
ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں!	۲۱	مولانا محمد اسحاق صدیق
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
مولانا شجاع آبادی کا مختلف مقامات پر خطاب	۲۶	رپورٹ: عبدالرحمن، ڈرائیور

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت مدنیؒ کے شاگرد، شیخ الحدیث حضرت

مولانا علاؤالدینؒ کی رحلت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے شاگرد رشید، حضرت مولانا شمس الحق افغانی قدس سرہ کے خادم خاص، فاضل دیوبند، دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے رئیس ومہتمم، شیخ الحدیث والتفسیر، جامع معقول والمنقول حضرت مولانا علاؤالدین ۱۳رصفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ردسمبر بروز پیر اس دنیائے رنگ وبو میں تقریباً ایک صدی گزار کر داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیء عندہ باجل مسمیٰ۔

گزشتہ چند ماہ سے بڑی سرعت کے ساتھ یہ زمین علمائے ربانیین کے وجود سے خالی ہوتی جارہی ہے۔ ابھی گزشتہ ماہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کے شاگرد اور تربیت یافتہ جو اپنے اپنے میدان اور اپنے وقت کے محقق علماء میں شمار ہوتے تھے، جیسے حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ رحیم یارخان، حضرت مولانا حافظ مہر محمدؒ میانوالی اور حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمیؒ چند دنوں کے وقفے سے ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور اب شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤالدین بھی اس دنیا فانی سے کوچ کرگئے۔

علمائے کرام کا تیزی سے اس طرح اس دنیا سے اٹھ جانا حدیث مبارکہ میں اسے علم صحیح کے اٹھ جانے اور گمراہی وفتنہ وفساد کے پھیلنے کا پیش خیمہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"إن اللّٰہ لایقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من قلوب العباد ولکن یقبضہ بقبض العلماء، حتیٰ إذا لم یبق عالمًا اتخذ الناس رؤسًا جھّالًا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا"۔

(مشکوٰۃ، ص:۳۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے، بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء کو اٹھاتا رہے گا، یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے سوالات ہوں گے، وہ بغیر جانے بوجھے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔"

حضرت مولانا علاؤالدین صاحبؒ ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۱رمارچ ۱۹۱۳ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا احمد دینؒ بن مولانا صالح محمدؒ کے گھر میں تولد ہوئے۔ آپ نے عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی اور ساتھ ساتھ اسلامیہ اسکول سے مڈل پاس کیا۔ درس نظامی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے دارالعلوم دیوبند کی طرف سفر کیا، چار سال وہاں رہ کر ۱۹۳۸ء میں دورۂ حدیث سے فاتحہ فراغ پڑھا اور اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے استاذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کرلی۔ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد آپ نے عملی زندگی کس طرح شروع فرمائی، اس کے بارہ میں حضرت کے صاحبزادہ حضرت مولانا حسین احمد عرفان صاحب "الہام الباری فی تقریر صحیح البخاری" کے ابتدائیہ میں حضرت الشیخ اور جامعہ

کے تعارف کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

’’بہر حال ۱۹۳۸ء میں فراغت کے بعد حضرت مدنیؒ کی دعاؤں اور تربیت سے ڈیرہ تشریف لائے۔ اس لئے وائسرائے ہند بھی خصوصاً ڈیرہ میں آیا اور ڈپٹی کمشنر نواب فتح اللہ خان علیزئی کو حکم دیا کہ علاؤالدین کو کسی طریقہ سے اپنا ہمنوا بنایا جائے (چونکہ حضرت مدنیؒ کے ساتھ انگریز کی مخالفت میں سرگرم رہتے تھے اور سی آئی ڈی کی رپورٹ میں حکومت کی طرف سے خصوصی نگرانی کی جاتی تھی) بہرحال وائسرائے نے آپ کو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں بلایا اور وہاں میز کی ایک جانب وائسرائے ہند اور دوسرے افسران بیٹھے ہوئے تھے اور دوسری جانب خالی کرسی آپ کے لئے رکھی گئی تھی، میز کے اوپر ایک بڑا کپڑا بچھا ہوا تھا، اس کے نیچے سکہ رائج الوقت کی تھیلیاں پڑی ہوئی تھی، وائسرائے نے بڑے ہمدردانہ انداز میں کہا کہ یہ دور غربت کا دور ہے اور اس دور میں مدارس چلانا اور غریب طلباء کو مفت کھلانا نہایت ہی قابل تعریف و قابل قدر کام ہے اور آپ کا مذہب کی خدمت کرنا اپنے ملک اور قوم کی خدمت ہے، لہٰذا کچھ کا غذات پیش کرتے ہوئے کہا یہ فیصل آباد کے علاقے میں زرعی زمین کے مربے ہیں، قبول کر لیجئے۔ اس پر والد صاحب نے پوچھا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ: آپ صرف یہی فتویٰ دے دیں کہ تمام مسلمان کانگریسی علماء سے جدا ہیں، اس کی مراد سید حسین احمد مدنی ؒ تھے۔

جس پر حضرت اباجی غصے میں کھڑے ہوئے اور میز کو لات ماری جو دوسری طرف بیٹھے ہوئے وائسرائے کے سینے میں جا لگی اور فرمایا کہ: حضرت مدنیؒ کے شاگردوں کو خریدا نہیں جا سکتا۔ آپ ہمارا ملک چھوڑیں۔ یہ کہہ کر دفتر سے باہر نکل آئے اور پیدل گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وائسرائے کی زبان سے بے ساختہ نکلا: جب تک یہ لوگ زندہ ہیں، مسلمان شکست نہیں کھا سکتے۔ فوراً ڈپٹی کمشنر کو حکم دیا اور کہا کہ جاؤ ان کا غصہ بھی ٹھنڈا کرو اور گھر تک بھی پہنچا آؤ۔ ڈپٹی کمشنر فوراً بھاگتا ہوا آیا اور اپنی کار میں بیٹھنے کو کہا تو اباجی نے انکار کر دیا اور پیدل ہی گھر پہنچے، جبکہ آپ کے والد محترم مولانا احمد دینؒ صاحب مسجد کے اندر انتظار میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ دیکھتے ہی فوراً فرمایا کہ: یہ میرا بیٹا مجاہد ہے۔ حالات سننے کے بعد اپنے مجذوبانہ انداز میں فرمایا: بیٹا! اگر چاہتے ہو تو دنیا آپ کے قدموں میں آئے گی اور اگر چاہتے ہو تو دین کی خدمت لی جائے گی، میں نے اللہ سے تیرے لئے خدمت دین کو مانگا ہے، بتا! تیری کیا مرضی ہے......؟ اباجی نے عرض کیا: اباجان! میری بھی خواہش ہے کہ اللہ دین کی خدمت کے لئے قبول کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ اباجی نے دین کی خدمت میں فاقوں کی زندگی گزاری اور ہر موڑ پر دنیا کو ٹھکراتے رہے۔

پاکستان بننے کے بعد ایک الیکشن کے موقع پر گلزار خان حیات خان گنڈہ پور اور بتر خان وغیرہ اس وقت میں جبکہ آپ کے گھر میں تین دن کا فاقہ تھا اور پانچ روپے قرضہ بھی نہیں ملا، اس پریشانی کے عالم میں تھے کہ یہ وفد ایک بڑے تھیلے میں کچھ رقم اور کچھ زرعی زمینوں کے کاغذات وغیرہ لائے اور پیش کرتے ہوئے درخواست گزار ہوئے کہ الیکشن میں آپ ہمارا ساتھ دیں، جس پر اباجی نے اپنے سامنے رکھی ہوئے ڈیسک پر پڑے تھیلے کو لات ماری تو یہ رقم وغیرہ حیات خان (نابینا) کی گود میں جا گری اور اباجی بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئے اور سیدھے اپنے مدرسہ کے مدرس حافظ محمد نواز صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ خدارا گھر میں جو کچھ کھانے کا پڑا ہوا ہے، جلدی اٹھا کر لے آؤ، ایک طرف گھر میں فاقہ ہے اور دوسری طرف آزمائش ہے۔ وہ گھر گئے اور دوپہر کا بچا ہوا سالن اور کچھ روٹی کے ٹکڑے اٹھا لائے، اباجی اور ہم نے کھا لئے، اس کے بعد اباجی اپنے کمرے میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ حضرات ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس حالت میں انہوں نے دوبارہ یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ ہمارا ساتھ نہیں دیتے تو کم از کم اتنا کرلیں کہ پولنگ اسٹیشن پر تشریف نہ لائیں۔ تو اباجی نے فرمایا: آپ کے آنسوؤں کی قدر کرتے ہوئے میں پولنگ اسٹیشن پر نہیں آؤں گا، لیکن اپنا یہ سامان واپس لے جاؤ، وہ اسی حالت میں اپنا سامان واپس لے گئے۔‘‘

آپ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس کو ترقی دے کر دارالعلوم کی سطح تک پہنچایا، جس کی روئیداد آپ کے فرزند ارجمند یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’پھر ۱۹۳۸ء میں مولانا علاؤالدین صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے والد مولانا احمد دینؒ کے زیر سایہ تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ساتھ ہی ایک صابن کا کارخانہ قائم کیا تاکہ معاشی پریشانی نہ رہے۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ تشریف لائے تو

انہوں نے فرمایا کہ: ''آپ نے لوگوں کے دل دھونے ہیں، کپڑے نہیں دھونے!'' اس لئے ان کے حکم سے کارخانے کو بند کر کے اسی جگہ پر اسی مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھی، جو کہ الحمدللہ! آج تک قائم ہے اور ہزاروں کی تعداد میں طلبا فارغ ہوکر پوری دنیا میں دین متین کی خدمت کر رہے ہیں۔''

بریگیڈیئر (ر) قاری ڈاکٹر فیوض الرحمن صاحب اپنی کتاب مشاہیر علماء حصہ دوم میں لکھتے ہیں:

''**اصلاحی خدمات:** تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے بڑے بھائی مولانا سراج الدین صاحب کے تعاون سے ڈیرہ میں مروجہ ہندوانہ رسوم کا قلع قمع کرکے ڈیرہ کو ان سے پاک کیا۔

تحریک ختم نبوت: ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس مقدس ''جرم'' میں آپ کو اور مدرسہ کے دوسرے مدرسین کو گرفتار کرلیا گیا، خان عبدالقیوم خانؒ کی طرف سے سزائے موت کا حکم سنایا گیا، لیکن منشاء خداوندی کچھ اور تھی، آپ کی سزائے موت قید میں تبدیل ہوگئی اور اللہ پاک نے جلد رہائی کی صورت بھی پیدا فرمادی۔

حج بیت اللہ: ۱۹۶۱ء میں آپ بمع اہل وعیال حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے، پھر وہیں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔ آپ نے باقی زندگی وہیں گزارنے کا پختہ ارادہ فرمالیا تھا، لیکن ڈیرہ کے عوام نے حکومت سعودی سے واپسی کا مطالبہ کرکے آپ کو واپس بلالیا۔ آپ نے اپنے مدرسہ دارالعلوم نعمانیہ صالحیہ کی تعمیر وترقی کی طرف توجہ فرمائی اور اسے چار چاند لگادیئے۔

سیاسی زندگی: آپ شروع ہی سے جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے ہیں اور اب بھی جمعیت ہی میں ہیں۔ آپ نے ہر آمریت کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اور کئی بار ''سنت یوسفی'' پر عمل کیا، دو بار قیام پاکستان سے قبل اور پانچ بار قیام پاکستان کے بعد، اسی طرح دو مرتبہ ضلع بدر ہونے کی ''سعادت'' بھی آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ کی انہی خدمات کی وجہ سے ڈیرہ کے عوام آپ کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ''شیر ڈیرہ'' اور ''فخر ڈیرہ'' کے خطابات سے نوازتے ہیں۔''

آپ کی وفات کی خبر روزنامہ جنگ کراچی نے ان الفاظ میں شائع کی:

''ڈیرہ اسماعیل خان (اے پی پی) معروف عالم دین، شیخ الحدیث مولانا علاؤالدین ایک سو نو سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔ مرحوم برصغیر کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ وہ آخری دم تک طلبا کو صحیح بخاری کا درس دیتے تھے۔ وہ گزشتہ چند دنوں سے علیل تھے، گزشتہ رات طبیعت کی اچانک خرابی کے باعث انہیں اسپتال لے جایا گیا، مگر وہ جانبر نہ ہوسکے اور رات کے آخری پہر پونے چار بجے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ مرحوم کے لواحقین میں ان کے فرزند مولانا ڈاکٹر وحید الدین سابق چیئرمین شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی، مولانا فاروق فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا قاضی افتخار فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ، مولانا مفتی حسین احمد عرفان اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات گومل یونیورسٹی، مولانا مسعود الرؤف، مولانا قاری ضیاء الدین اور مولانا اشرف علی خطیب جامعہ نعمانیہ شامل ہیں۔''

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۷ دسمبر ۲۰۱۳ء)

آپ کی نماز جنازہ حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جس میں علماء، طلباء، صلحا، سیاسی قائدین، معززین علاقہ اور ملک بھر سے کثیر عوام نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد انہیں مقامی قبرستان ڈیرہ اسماعیل خان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے لواحقین، پسماندگان، عقیدت مند اور شاگردوں کو صبر جمیل سے نوازیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

دائرہ نبوت کا مرکز

بیان: حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ
انتخاب: مولانا توصیف احمد، حیدر آباد

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمیؒ سندھی زبان کے مقبول ترین خطیب تھے۔ باتوں باتوں میں ایسی گفتگو کر جاتے تھے کہ مجمع لوٹ پوٹ ہوجاتا تھا۔ سجاول سندھ کے قدیمی مدرسہ "جامعہ دارالفیوض القاسمیہ" کے مہتمم وشیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جمعیت علماء اسلام کے نامور راہنما تھے۔ پسماندہ سندھی جماعت احباب کے سماجی مسائل حل کرانے کے لئے دن رات ڈنڈا اٹھائے رکھتے تھے۔ اور جہاں قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف سرگرمیاں دیکھتے تو میدان جہاد میں کود پڑتے تھے۔ مجلس کے مقامی مبلغین کو بھی عزت واحترام سے دیکھتے اور دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنا روحانی مرکز اور مجلس کے بزرگوں سے قلبی محبت فرماتے تھے۔ سندھ کے عوام وخواص میں انتہائی عقیدت کی نگاہ دیکھے جاتے تھے۔ آپ بیک وقت اردو اور سندھی سمیت کئی زبانوں کے قادرالکلام خطیب تھے۔

قادیانیت سے عداوت گھٹی میں پڑی ہوئی تھی.... ذیل میں آپ کی ایک عظیم تقریر قارئین کی خدمت پیش کی جارہی ہے جو آپ نے عالمی تحفظ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں فرمائی۔

"میرے محترم دوستو اور مسلمان بھائیو! یہ عالم جس کے اندر ہم آباد ہیں۔ اس کی بقا ہدایت سے وابستہ ہے، یہ عالم جب تک باقی رہے گا تب تک اس میں ہدایت کا راستہ باقی رہے گا تو بقائے عالم ہدایت سے وابستہ ہے اور ہدایت ایک ایسی چیز ہے کہ نبوت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ ہدایت نبوت سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ ہدایت نام ہے اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات معلوم کرنے کا۔ پروردگار عالم کن کاموں سے راضی ہے اور کن کاموں سے ناراض ہے۔ یہ بات ایسی ہے جو صرف عقل سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ یہ بات اگر معلوم ہوسکتی ہے تو کسی پیغمبر کے بتانے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ ایک دسترخوان پر اگر متعدد کھانے رکھے جائیں اور دنیا کے عقل مندوں کو اس کھانے پر دعوت دی جائے اور وہ اس دسترخوان پر جمع ہوجائیں تو ڈاکٹر کو پتہ نہیں چلے گا کہ کس بیرسٹر کی پسندیدہ چیز کیا ہے بیرسٹر کو پتہ نہیں چلے گا کہ اس شیخ الحدیث کی پسندیدہ چیز کون سی ہے۔ شیخ الحدیث کو پتہ نہیں چلے گا کہ اس مولانا کی پسندیدہ چیز کون سی ہے۔ کسی کا ہاتھ روٹی کی طرف بڑھتا ہے۔ کوئی چاول کی طرف بڑھتا ہے اور میرے جیسے "ملا" کا ہاتھ حلوہ پر ہوتا ہے انسان کو انسان کی مرضی کا پتہ نہیں ہوسکتا تو انسان کو اللہ کی مرضی کا پتہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے بغیر نہیں چل سکتا۔ عقل نورانی چیز ہے لیکن عقل کی نورانیت ایسی ہے جیسی آنکھ کی نورانیت ہے۔ یہ دونوں آنکھیں موجود ہیں۔ علم حدیث کا بھی حافظ ہے لیکن رات اندھیری ہوجائے۔ بجلی دستیاب نہ ہو تو کبھی گڑھے میں گر جاتا ہے۔ کبھی کانٹا اس کو چبھ جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ دو آنکھیں اس کے چہرہ پر موجود ہیں اور یہ ہے بھی بڑا عالم۔ پھر گڑھے میں کیسے گرا۔ کیونکہ آنکھ کی نورانیت تب کام دے سکتی ہے جب سورج یا بجلی کی روشنی اس کی رہنمائی کرے۔ عقل کی نورانیت جب کام دے گی جب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی اس کی رہنمائی کرے۔ اس کے بغیر اگر سوچنے کی کوشش کرے گا تو عقل کسی گمراہی کے گڑھے میں گرادے گی۔

ہدایت نبوت کے بغیر نہیں مل سکتی:

اس لئے ہدایت نبوت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اس وجہ سے رب العالمین نے دنیا میں پہلے انسان کو دنیا کا پیغمبر بنایا۔ حضرت آدم علیہ اسلام دنیا کے پہلے انسان وہ پہلے پیغمبر ہیں۔ لیکن نبوت کا سلسلہ کیسے شروع ہوا یہ بات سمجھنے کی ہے۔ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "کنت اول النبین فی الخلق واخرھم فی البعث" میں پیدائش کے اعتبار سے پہلے اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں۔ اسکی تشریح انسانی فہم کے مطابق اس طرح سمجھئے جس طرح دنیا گول ہے اسی طرح نبوت کا سلسلہ اور دائرہ بھی گول ہے۔ دائرہ جو بنایا جاتا ہے اس میں پرکار استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا ایک طرف کا حصہ زمین پر مضبوطی کے ساتھ جمادیا جاتا ہے اور دوسرے حصے سے دائرہ کی لکیر کھینچی جاتی ہے۔ دائرہ کا قانون ہے کہ جس جگہ سے دائرہ شروع ہوا گر وہاں ختم ہو تو دائرہ مکمل اور صحیح ہوگا۔ آدم بمنزلہ باپ کے تھا لیکن ماں کی کمی تھی چونکہ نہایت دائرہ عیسیٰ پر ہوتی ہے اس وجہ سے ماں کو رکھا گیا اور باپ کو ہٹایا گیا۔ آپ کہیں گے کہ پھر ہمارے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا درجہ ہے آپ کو معلوم ہے کہ دائرہ تمام ہوتا ہے مرکز پر جو کہ دائرہ کے بیچ کا حصہ ہوتا ہے جس پر پرکار کا پہلا حصہ جما ہوا ہے اور جس کے اردگرد دائرہ کھینچا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری پیدائش تو سب سے پہلے ہے۔ میرے نقطہ کے اردگرد نبوت کا دائرہ کھینچا گیا جب دائرہ مکمل ہوتا ہے اور پرکار کے حصہ کو اٹھایا جاتا ہے تو اس وقت مرکز ظاہر ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا ظہور سب سے آخر میں بعثت سب سے بعد میں، کوئی نبی مصر میں آیا کوئی شام میں آیا، کسی کی نبوت کا اعلان مدائن سے کیا گیا لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اعلان مکہ مکرمہ کی سرزمین سے کیا گیا کیونکہ دائرہ نبوت کا مرکز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ زمین کا مرکز کعبۃ اللہ اور مکہ مکرمہ ہے۔

مرکزی نبی کا اعلان مرکز زمین سے کرایا گیا:

مرکزی نبی کی نبوت کا اعلان مرکز زمین سے کرایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے نسب سے تو بے شمار نبی آئے لیکن حضرت اسماعیلؑ کے نسب اور صلب سے صرف ایک پیغمبر تشریف لائے۔ کیوں؟ ”حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس“ کیونکہ مرکز ایک ہی ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ نبوت ہی مرکزی ہے۔ آپ کا درجہ نبوت میں سورج کا ہے۔ جس طرح سورج کا ہے۔ جس طرح سورج کے بعد نہ چاند آسمان پر ہوتا ہے۔ نہ ستارے ہوتے ہیں نہ بجلی روشن کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرمایا میرے ظہور کے بعد اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کی نجات نبی بننے میں نہیں امتی بننے میں ہوتی۔ تورات میں نہیں اس قرآن میں ہوتی۔ نبوت کی ضرورت کب پڑتی ہے۔ جب پہلا دین ناقص ہو یا غیر محفوظ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو دین عطا کیا گیا اس کے بارے میں رب کائنات نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔

قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری:

تورات اور انجیل کے متعلق کہہ دیا گیا کہ اس کی حفاظت ان کے علماء کرام کے ذمہ ہے لیکن قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا۔ ہر دور میں قرآن مجید کے مخالف زیادہ رہے ہیں اور موافق اور ماننے والے کم رہے ہیں۔ ہر دور میں قرآن مجید کے مخالف مالدار اور سرمایہ دار رہے ہیں اس کے حاملین اور ماننے والے کمزور اور غریب رہے ہیں۔ آج بھی آپ دیکھیں روس چاہتا ہے کہ قرآن مجید نہ ہو، امریکہ چاہتا ہے کہ قرآن مجید مٹ جائے، برطانیہ چاہتا ہے کہ قرآن نہ ہو، سرمایہ دار طبقہ چاہتا ہے کہ قرآن نہ ہو۔ مسلم ممالک کے سربراہان کا قرآن مجید سے کسی قسم کا واسطہ نہیں ہے لیکن اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ امریکہ اور روس کے بموں نے ہیروشیما اور ویت نام کو تباہ کیا۔ ان کے سرمایوں نے مسلمانوں کو تو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن قرآن مجید کی حفاظت اللہ کی ذات مقدس نے فرمائی۔ قرآن کریم کی حفاظت کا بیڑہ اٹھایا اس امت میں ایسے بھی علماء کرام گزر چکے ہیں جنہوں نے ایک ہفتہ اور سات دن میں قرآن مجید یاد کیا۔ قرآن مجید مکمل ہے اور محفوظ ہے۔ جب دین مکمل ہو اور محفوظ بھی ہو تو پھر نبوت کی ضرورت کس بات کے لئے ہے۔ آخری دین دین اسلام اور آخری پیغمبر ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس مرزا نے نبوت کا جو دعویٰ کیا پیغمبر کا تو انتخاب خدا کرتا ہے، جس کا انتخاب خدا کرتا ہے وہ محفوظ عن الخطاء (غلطیوں سے پاک معصوم) ہے۔

مرزا قادیانی کی نبوت جھوٹ کا پلندہ:

لیکن مرزا تو جھوٹ ہی جھوٹ کا پلندہ ہے اس نے تو ترقی درجات کئے، نبی ایسا ہوتا ہے، پہلے مہدی بنتا ہے، پھر مثیل بنتا ہے، پھر بروزی نبی بنتا ہے، پھر مثیل محمد بنتا ہے، پھر محمد بن جاتا ہے۔ نبوت کا دعویٰ ایسا کیا جاتا ہے۔ ہمارا دوست تھا اس کا ایک گدھا بیمار ہوگیا۔ دلال کو کہا ایک روپیہ دوں گا اس گدھے کو فروخت کر دو۔ دلال مارکیٹ میں گدھے کو لے کر آیا۔ اس نے بیچنے کے لئے آواز لگائی یہ گدھا جو تیس میل فی گھنٹہ سفر طے کرتا ہے۔ پانچ من بوجھ اس پر رکھا جائے تو اس کو کوئی پرواہ نہیں۔ خراسان کے اصل گدھے کے خاندان اور نسل سے ہے۔ مالک ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے دلال کی زبانی گدھے کی تعریفیں سن کر کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں اس کو نہیں بیچتا۔ دلال نے کہا بھائی یہ آپ والا ہی گدھا ہے۔ مالک نے کہا کہ یہ تو چل نہیں سکتا تھا۔ تم کہتے ہو کہ تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے۔ دلال نے کہا وہ تو میں نے مارکیٹ میں قیمت لگانے کے لئے کہا تھا تا کہ جلدی بک جائے تو مرزا کو بھی یہ القاب اسی طرح دیئے گئے۔ اس کو دیکھا ہے کیا۔ کبھی اس کو حیض (ماہواری کا خون) آتا ہے۔ کبھی استنجا کے ڈھیلے کھا لیتا ہے کبھی کیا کرتا ہے اور کبھی کیا کہتا ہے۔ ایسا کوئی پیغمبر ہو سکتا ہے؟ نبوت وہبی چیز ہوتی ہے کسبی چیز نہیں ہوتی۔ پیغمبر کا انتخاب خدا کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسکے حافظے کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کا جھوٹ دیکھو۔ اس کو کوئی بات یاد نہیں ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکرار کرتے رہتے ہیں قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔ لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قرآنہ ”(سورۃ القیامۃ) اے پیغمبر آپؐ کو زبان ہلانے کی بھی اجازت نہیں۔ عرض کرنے لگے

پروردگار عالم! انکار نہیں کروں گا قرآن مجید کو یاد نہیں کروں گا تو امت تک کیسے پہنچا سکوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو سبق ہم پڑھاتے ہیں اس کے بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ جھوٹا مدعی نبوت استنجے کے ڈھیلے بھول کر کھا جاتا تھا۔

حلال وحرام کا فرق نبوت کی زبان کرسکتی ہے:

بخاری شریف میں حدیث ہے۔ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔ جب سالن کی پلیٹ پیش کی گئی تو آپ نے ایک بوٹی چبا کر باہر رکھ دی اور فرمایا میزبان عورت کہاں ہے؟ میزبان عورت حاضر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا یہ بکری جو تم نے ہماری میزبانی کے لئے پکائی ہے مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہے اور بغیر اجازت ذبح کرکے پکائی گئی ہے۔ میزبان عورت حیرت زدہ ہوگئی کہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ کیسے چلا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان باہر نکالی اور فرمایا پھیکے اور نمکین کا فرق ہر شخص کی زبان کرسکتی ہے۔ میٹھے اور کڑوے کا فرق ہر زبان کرسکتی ہے لیکن حلال اور حرام کا فرق نبوت کی زبان کرسکتی ہے اور کوئی زبان نہیں کرسکتی۔ اللہ جل شانہ نے پیغمبر کو ایسے پاکیزہ اوصاف کے جسم اور اعضاء دیئے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ہمیں خطرہ نہیں ہے کہ دین ختم ہوجائے گا، میرے دوستو! یہ جوڑا کے مار رہے ہیں وہ مسلمانوں پر مار رہے ہیں اس وجہ سے کہ ہماری نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہے۔ مرزا غلام احمد نے جھوٹا دعویٰ نبوت کرکے مسلمانوں کی نسبت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ انشاء اللہ یہ گروہ ذلیل ہوگا۔ ہماری نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ آپ مسلمان ہیں الحمدللہ! ہمارا ایک دوست کامریڈ تھا جو خدا کو بھی نہیں مانتا تھا۔ ایک قادیانی اس کو تبلیغ کرنے گیا۔ بہت سارا کھانا بھی اس کی دلجوئی کے لئے لے گیا جیسا کہ ان کی تبلیغ کا طریقہ ہے۔ کبھی کیک کھلا کر اس کو مرزا غلام احمد کی مہدویت کا دعویٰ سناتا ہے۔ کبھی بسکٹ پیش کرکے مرزا غلام احمد کے مسیح ہونے کا دعویٰ سناتا ہے کبھی شربت پلا کر کہتا ہے کہ غلام احمد بروزی نبی تھا۔ کبھی کہا کہ مرزا آخری نبی تھا جب وہ کامریڈ کھانا کھا کر شکم سیر ہوگیا تو قادیانی نے کامریڈ سے سوال کیا۔ کامریڈ صاحب آپ کو میری بات سمجھ میں آئی۔ کچھ تبلیغ دل میں اتری۔ تو کامریڈ نے جواب دیا۔ بات تو سمجھ میں آگئی لیکن آپ بیوقوف اور عقل سے فارغ مجھے نظر آتے ہیں۔ کہنے لگا کیسے بے وقوف ہوں۔ کامریڈ نے جواب دیا کہ لوگ ایسے بے دین ہوچکے ہیں کہ سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے اس کے احکامات نہیں مانتے تو اس بے غیرت جھوٹے کو کیسے مانیں گے۔ اب تو یہ جھوٹ اتنا عیاں ہوگیا ہے۔ دولت کے زور پر پھر رہے ہیں کبھی ربوہ، کبھی برطانیہ میں۔ میری آپ سے یہی اپیل ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کرو اور پورا کا پورا عزم کرو کہ ہم جان دے دیں گے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر اور ان کے دستار فضیلت پر، ان کے تاج نبوت پر جس بے ایمان نے حملہ کیا اس کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

(ماخوذ خطبات ختم نبوت جلد چہارم)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آنحضرت ﷺ کے دشمن اور باغیوں سے نفرت ایمان کی علامت ہے: مولانا عبدالقیوم قاسمی

کراچی (مولانا عبدالحی مطمئن) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے تحت جمعرات ۸/صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مغرب تا عشاء جامع مسجد عائشہ صدیقہ نئی آبادی بلدیہ ٹاؤن میں تربیتی نشست منعقد ہوئی۔ تلاوت کی سعادت جامعہ اسلامیہ خیر العلوم اتحاد ٹاؤن کے متعلم حافظ محمد داؤد صاحب اور نعتیہ کلام پیش کرنے کی سعادت حافظ محمد عثمان شاکر نے حاصل کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم الحروف نے ادا کئے۔ مولانا عبدالقیوم قاسمی دامت برکاتہم مہمان خصوصی تھے، انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا تقاضا اور ایمان کی علامت ہے۔ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی اسی قدر وہ آپ کے دشمن اور باغیوں سے نفرت کرے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں بلکہ جھوٹا کافر اور مرتد ہے، کیونکہ وہ جھوٹ بولتا رہا ہے اور جھوٹا شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی دنیا کا لالچی تھا اور ایسا شخص نبی نہیں ہوسکتا، آج بھی قادیانی مختلف حربے اپنا کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈال رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اپنے اور دیگر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔

حفاظتِ وقت اور ہمارا معاشرہ!

میر زاہد مکھیالوی

وقت اللہ رب العزت کی ایک ایسی عام نعمت ہے، جو انسانی معاشرہ میں یکساں طور پر امیر، غریب، عالم، جاہل، صغیر، کبیر سب کو ملی ہے، وقت کی مثال تیز دھوپ میں رکھی ہوئی برف کی اس سِل سے دی جاتی ہے کہ جس سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو بہتر ورنہ وہ تو بہر حال پگھلتی ہی جاتی ہے.... اس وقت مسلم معاشرہ عام طور سے ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہے۔ یورپی معاشرہ اپنی تمام تر خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود وقت کا قدر داں ہے اور زندگی کو باقاعدہ ایک نظام کے تحت گزارنے کا پابند بنا ہوا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ان کی ترقیوں کا ایک بڑا سبب وقت کی قدر دانی ہی ہے۔

جو قومیں وقت کی قدر کرنا جانتی ہیں، صحراؤں کو گلشن بنا دیتی ہیں، وہ فضاؤں پر قبضہ کر سکتی ہیں وہ عناصر کو مسخر کر سکتی ہیں، وہ پہاڑوں کے جگر پاش پاش کر سکتی ہیں، وہ زمانہ کی زمامِ قیادت سنبھال سکتی ہیں، لیکن جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہیں، وقت انہیں ضائع کر دیتا ہے، ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، وہ دین اور دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں سب سے سستی اور بے قیمت چیز اگر ہے تو وہ وقت ہے، اس کی قدر قیمت کا ہمیں قطعاً احساس نہیں، یہی وجہ ہے کہ وقت کے لمحات کی قدر نہ کرنے سے منٹوں کا، منٹوں کی قدر نہ کرنے سے، گھنٹوں کا گھنٹوں کی قدر نہ کرنے سے، ہفتوں کا ہفتوں کی قدر نہ کرنے سے، مہینوں کا اور مہینوں کی قدر نہ کرنے سے، سالوں اور عمروں کا ضائع کرنا ہمارے لئے بہت آسان بن گیا ہے۔

ہم لوگ بیٹھکوں، چوپالوں، ہوٹلوں میں وقت گزاری کرتے ہیں اور ہمارا کتنا ہی قیمتی وقت نکتہ چینی، غیبت، بہتان اور بے تحاشا سونے میں ضائع ہو جاتا ہے اور ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا... سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"اغتنم خمساً قبل خمس حیاتک قبل موتک وصحتک قبل سقمک وفراغک قبل شغلک وشبابک قبل ھرمک وغناک قبل فقرک۔" (مستدرک حاکم ۴/۳۰۶)

ترجمہ: "پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت سمجھو، زندگی کو مرنے سے پہلے اور صحت کو بیماری سے پہلے اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور مال داری کو فقر سے پہلے۔"

اس حدیث پاک میں ہر صاحب ایمان کے لئے یہ تعلیم ہے کہ آدمی کی فہم و دانش کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس فانی زندگی کے اوقات و ادوار کو بہت دھیان اور توجہ کے ساتھ گزارے، زندگی کو مرنے سے پہلے غنیمت سمجھے اور اس بات کا استحضار رکھے کہ کل روز قیامت میں اس کی ہر ہر چیز کا حساب ہوگا، اس سے ہر چیز کے بارے میں باز پرس ہوگی اور اس سے اپنے ہر ہر قول و فعل کا جواب دینا ہے، کراماً کاتبین اس کے قول و فعل کو نوٹ کر رہے ہیں، قیامت کے دن اس کے اعمال نامے کو تمام اولین و آخرین کے سامنے پیش کیا جائے گا، یہ وقت بڑی قیمتی دولت ہے، اس سے جو فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے وہ کر لیا جائے، آج صحت و تندرستی ہے، کل نہ معلوم کس بیماری کا شکار ہو جائے، آج زندگی ہے کل منوں مٹی کے نیچے مدفون ہونا ہے، آج فرصت ہے کل نہ معلوم کتنی مشغولیتیں در پیش ہو جائیں۔

آج جوانی کا سنہرا دور ملا ہوا ہے، کل بڑھاپے میں نہ جانے کن احوال سے سابقہ پڑے اور کیا امراض و عوارض لگ جائیں، آج صاحب حیثیت ہیں، کل پتہ نہیں کیا حالت ہو جائے؟ اس لئے جو کرنا ہے کر لیا جائے، جو کمانا ہے کما لیا جائے، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھا لیا جائے ورنہ: "الوقت کالسیف ان لم تقطعہ لقطعک"... وقت دو دھاری تلوار ہے، اگر تم نے اسے نہ کاٹا، وہ تمہیں کاٹ ڈالے گی.... ارشاد نبوی ہے:

"نعمتان مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ۔"

(بخاری ۲/۹۴۹، ترمذی ۲/۵۶)

ترجمہ: "صحت اور فراغت دو ایسی عظیم نعمتیں ہیں، جن کے سلسلہ میں بے شمار لوگ خسارہ میں رہتے ہیں، اس لئے بعد میں پچھتانے

سے یہ بہتر ہے کہ انسان آج ہی قدر کرلے۔''

عموماً جن صالح بندوں کے مزاج میں دین داری اور نیکی ہوتی ہے، وہ وقت کے قدردان ہوتے ہیں اور اپنی آخرت بنانے اور دنیا سنوارنے کی فکر انہیں دامن گیر ہوتی ہے، وہ بیکاری، آوارگی لہو ولعب اور فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے، کسی کا بُرائی سے تذکرہ کرنے، عیب جوئی کرنے اور بہتان تراشی اور بے کار ولایعنی گفتگو کی انہیں فرصت نہیں ملتی، ان کی عملی زندگی حدیث نبوی کی عملی تصویر ہوتی ہے:

''ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ'' (ترمذی:۵۸/۲)

ترجمہ: ''بے شک انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔''

وقت کی قدرشناسی اور ہمارے اسلاف:

ہمارے اسلاف و بزرگانِ دین کی تابناک سیرت اور پاکیزہ زندگی، اس سلسلہ میں بھی عمل کا داعیہ رکھنے والوں کے لئے بہترین اسوہ ہے کہ ان حضرات نے اپنی حیات فانی کا سفر پوری ہوش مندی اور بیداری کے ساتھ مکمل کیا اور زندگی کے تمام مراحل میں وقت کے لحات واوقات قدردانی اور انضباط کے ساتھ گزارے۔

چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ دن رات کتابیں لکھتے رہتے تھے، ایک ہزار تک ان کی تعداد بیان کی جاتی ہے، اپنی تصنیف کے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے، مشغولیت اس درجہ تھی کہ کھانے اور کپڑے کا بھی ہوش نہ تھا۔ (انوارالباری)

حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی جو مطالعہ گاہ تھی، اس کے تین دروازے تھے، ان کے والد نے تینوں دروازوں پر جوتے رکھوائے تھے تاکہ اگر ضرورت کے لئے باہر جانا پڑے تو جوتے کے لئے ایک آدھا منٹ بھی ضائع نہ ہو۔

شیخ جمال الدین قاسمیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ شیخ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر فرماتے تھے، سفر میں ہوں یا حضر میں، گھر میں ہوں یا مسجد میں مسلسل مطالعہ اور تالیف کا کام جاری رکھتے تھے۔ (اقوال سلف)

امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک اوقات کی اہمیت اس درجہ تھی کہ ان کو یہ افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی ہوجاتی ہے؟ چنانچہ فرمایا کرتے تھے:

''واللّٰہ انی اتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلم فی وقت الاکل فان الوقت والزمان عزیز۔''

ترجمہ: ''خدا کی قسم مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے، کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔''

وقت کی قدردانی نے ان کو منطق وفلسفہ کا ایسا زبردست امام بنایا کہ دنیا نے ان کی امامت تسلیم کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ وقت کے بڑے قدردان تھے، ان کے اوقات معمور رہتے تھے، کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے، تین مشغلوں میں سے کسی نہ کسی میں ضرور مصروف رہتے تھے، مطالعہ کتب یا تصنیف و تالیف یا عبادت۔ (بستان المحدثین)

جب تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہوتے اور درمیان میں قلم کا نوک خراب ہوجاتا تو اس کو درست کرنے کے لئے ایک دو منٹ کا جو وقفہ رہتا، اس کو بھی ضائع نہ کرتے، ذکر الٰہی زبان پر جاری رہتا اور نوک درست فرماتے اور فرماتے وقت کا اتنا حصہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نہایت منتظم المزاج اور اصول و ضوابط کے پابند تھے، وقت کے لحات ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ کھانے، پینے، سونے، جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے غرض یہ کہ ہر چیز کا ایک نظام الاوقات متعین تھا اور اس پر سختی سے عمل فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ آپ کی سوانح میں لکھتے ہیں:

''آپ کی ایک بہت ہی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وقت ضائع نہیں فرماتے، آپ کا انضباط اوقات نہایت حیرت انگیز ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشین ہے جو ہر وقت چل رہی ہے، کسی وقت بیکار نہیں جو ایسا کثیر المشاغل ہو، اس کو بلا انضباط اوقات چارہ نہیں اور انضباط اوقات تب ہی ہوسکتا ہے، جب اخلاق ومروت سے مغلوب نہ ہو اور ہر کام اپنے وقت اور موقع پر کرلے، اوروں کو تو چھوڑیئے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ جو آپ کے استاذ تھے، ایک بار مہمان ہوئے آپ نے راحت کے سب ضروری انتظامات کرکے جب تصنیف کا وقت آیا تو باادب عرض کیا کہ حضرت! میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں، اگر اجازت ہو تو کچھ دیر لکھنے کے بعد حاضر ہوجاؤں، فرمایا: ضرور لکھو! میری وجہ سے اپنا حرج ہرگز نہ کرو، گو اس روز آپ کا دل لکھنے میں لگا نہیں، لیکن ناغہ نہ ہونے دیا، تاکہ بے برکتی نہ ہو تھوڑا سا لکھ کر پھر حاضر خدمت ہوگئے۔''

(اشرف السوانح، ص:۳۰)

حضرت تھانویؒ خود فرمایا کرتے تھے:

''آج ہم لوگ وقت کی قدر نہیں جانتے، حالانکہ زندگی کی ہر ہر گھڑی، ہر ہر سیکنڈ اور منٹ اتنا قیمتی ہے کہ ساری دنیا بھی اس کی

قیمت نہیں ہو سکتی، مرتے وقت اس کی قدر معلوم ہوگی کہ ہائے ہم سے کتنا بڑا خزانہ فضول برباد ہوگیا، اس وقت آپ تمنا کریں گے کہ کاش ہم کو ایک دو منٹ کی اور مہلت مل جائے، وقت آنے کے بعد نہ ایک منٹ اِدھر ہو سکے گا اور نہ اُدھر، غرض وقت بہت قابل قدر چیز ہے لیکن ہم لوگ اس کی قدر نہیں کرتے، فضول باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔"

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک برف فروش سے مجھ کو بہت عبرت ہوئی کہ وہ کہتا جا رہا تھا کہ: "اے لوگو! مجھ پر رحم کرو، میرے پاس ایسا سرمایہ ہے کہ ہر لمحہ تھوڑا تھوڑا ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اس طرح کی ہماری بھی حالت ہے کہ ہر لمحہ برف کی طرح تھوڑی تھوڑی عمر ختم ہو جاتی ہے، اس کے گھلنے سے پہلے جلدی بیچنے کی فکر کرو، فراغت کے وقت کو مشغولی سے پہلے غنیمت سمجھو، زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو کام کرنا شروع کر دو۔" (تحفۃ المدارس، ص:۱۳۹، ج:۲)

آخر عمر میں جب حضرت تھانوی قدس سرہ ضعیف ہوگئے تھے، بعض حضرات وعظ وغیرہ کم کرنے کا مشورہ دیتے کہ بات کرنے میں تعب ہوگا، تو فرماتے: مگر میں سوچتا ہوں وہ لمحات زندگی کس کام کے جو کسی کی خدمت اور نفع رسانی میں صرف نہ ہوں۔ (مآثر حکیم الامت، ص:۲۳)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے یہاں بھی حفاظتِ اوقات کا بڑا اہتمام تھا، حتیٰ کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی کتابیں پڑھا کرتے تھے، چوبیس گھنٹے کی زندگی مشین کی طرح متحرک رہتی تھی، کوئی وقت بھی بیکار نہیں جاتا تھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ایک عرصہ سے صرف ایک وقت دوپہر کا کھانا کھاتے، شام کو کھانا تناول نہیں فرماتے، کہتے ہیں کہ میری ایک مشفق ہمشیرہ تھی، میں شام کو مطالعہ میں ہوتا تھا، وہ لقمہ میرے منہ میں دیا کرتی تھی، اس طرح مطالعہ کا حرج نہ ہوتا تھا، لیکن جب سے ان کا انتقال ہوگیا اب کوئی میری اتنی ناز برداری کرنے والا نہیں رہا، مجھے اپنی کتابوں کا نقصان گوارہ نہیں، اس لئے شام کا کھانا ہی ترک کر دیا۔

حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ بہت ہی کم عمری سے تعلیم کا شوق تھا، عام لڑکوں کی طرح وہ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے، نہ کھیل کود میں اپنا وقت ضائع کرتے تھے، جب فقہ و حدیث کی تعلیم شروع کی تو اس مبارک علم میں پوری طرح مشغول ہوگئے، دن کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جس میں خالی بیٹھتے اور کوئی کتاب ہاتھ میں نہ ہوتی، وہ کسی ایسے کام کو پسند نہ کرتے تھے جو تعلیم میں کسی طرح مخل ہو۔"

(اسلاف کی طالب علمانہ زندگی، ص:۷۵)

احقر نے اپنے مرشد حضرت اقدس مفتی مہربان علی بڑوتی قدس سرہ کے یہاں حفظِ اوقات کا خوب اہتمام دیکھا۔ میرے رفیق مولانا محمد اسماعیل صادق صاحب مدظلہ اپنے ایک مضمون میں حضرتؒ کے اس عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اگر لوگوں کے اوقات فروخت ہوا کرتے تو میں اپنی زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے ان کے اوقات خرید لیتا۔"

یہ الفاظ ہیں ماضی قریب کے ایک نامور مصنف، خالص علمی و تربیتی شخصیت اور اپنے دور کے انتظامی امور کے ماہر سیدی حضرت مفتی مہربان علی بڑوتیؒ کے جنہیں وقت کی بڑی قدر تھی اور اپنے اوقات ایسے انداز سے منضبط کئے تھے کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو، اسی لئے ۶۳ سال کی مختصر مدت میں اتنا علمی سرمایہ امت کے حوالہ کر گئے جو بعض حضرات ایک صدی زندہ رہنے کے باوجود نہیں کر پاتے اور ایسی بے مثال شخصیت تھی کہ جن کی عمر زیادہ نہیں ہوتی، لیکن انہوں نے اپنا نظام الاوقات اس طرح سے تیار کیا تھا کہ کوئی منٹ اور سیکنڈ خالی نہ گزر سکے، ہمیں اپنے ان پیش رو سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ اپنے اس بیش بہا خزینہ کی قدر کرنی چاہئے۔

حضرت بڑوتی قدس سرہ کو مرض الوفات میں حکیم صاحب نے آرام کے لئے کہا تو فرمایا: "میں بالکل خالی پڑا رہوں، کچھ بھی نہ کروں یہ تو میرے ذوق سے ہٹ کر ہے، کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہے، اسی میں مجھے آرام ملتا ہے، میرا آرام تو اسی میں ہے کہ ایک منٹ بھی خالی نہ گزرے، میرا ایک ایک منٹ امت کی فکر میں صرف ہو، خالی نہ جائے، اس سے مجھے آرام ملے گا، قیامت میں وقت کے بارے میں سوال کر لیا گیا تو کیا جواب دیں گے؟ پھر فرمایا: یہ دنیا ہی ترقی کا باعث ہے، یہاں رہتے ہوئے آدمی بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے، دنیا سے چلے جانے کے بعد وہ ذرہ برابر بھی ترقی نہیں کر سکتا۔" (تذکرہ مہربان، ص:۱۱۴)

عموماً ہم اہل علم کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ اِدھر اُدھر کی فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں، کسی کی تنقیص تو کسی کی تحقیر، کسی کی غیبت تو کسی کی عیب جوئی، بلاوجہ پوری دنیا کا تذکرہ کریں گے اور اپنے بارے میں کبھی خیال نہیں ہوتا کہ اپنا وقت خراب کرنے کے ساتھ گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھ رہے ہیں، اس سے نہ تو اپنا نفع اور نہ دوسروں کا، اگر ہم ذرا بھی غور کر کے ایسے اقدامات کریں کہ جس سے خود کا بھی فائدہ ہو اور ملت کے لئے بھی سہولت کی چیزیں فراہم ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "خیر الناس من ینفع الناس"... بہترین وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچائیں... اس حدیث مبارک پر عمل اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے اوقات

کی حفاظت کریں، اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے اسلاف کے واقعات کا مطالعہ کریں، ان کی سوانح اور پُر مشقت تاریخ پر نظر ڈالیں، اس طرز سے اپنے اندر خفتہ صلاحیت کو ہم جگا سکیں گے۔

(مدارس کا نظام کیسے چلائیں؟، ص:۴۴)

ضیاعِ وقت کا ایک بڑا سبب:

ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کے قیمتی اوقات کے ضیاع کا ایک بڑا سبب موبائل فون بنا ہوا ہے اس کے ذریعہ ایس ایم ایس بھیجنے اور اس کے پروگراموں میں وقت گزاری کرنے کا ایک عام مزاج بن گیا، گھنٹوں اس میں ضائع کر دینا، راتوں کو خراب کرنا، ایک عام سی بات ہوگئی، کبھی اس طرف خیال نہیں جاتا کہ میرا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آج کا نوجوان موبائل کو لے کر ایک مجنونانہ کیفیت کا شکار ہو چکا ہے اور اس وبائی مرض سے مدارس کا ایک بڑا طبقہ بھی محفوظ نہ رہ سکا، منتظمین کی جانب سے باوجود سخت پابندی اور کڑی نگرانی کے طلبا پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور اس موبائل کے منفی اثرات سے پوری طرح وہ متاثر ہو چکے ہیں، ان دینی طالب علموں کو نہ اپنے دین و ایمان کا فکر ہوتا ہے، نہ اپنی دنیاوی زندگی کے ضیاع کا کبھی خیال آتا، بس وہ اپنے مستقبل سے آنکھیں بند کر کے مدارس کی چہار دیواری میں طالب علمانہ لباس اختیار کر کے خود کو بھی دھوکا دے رہے ہیں اور اپنے استاذوں و سرپرستوں اور والدین کو بھی اندھیرے میں رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ رب العزت ہی ان کے حال پر رحم فرمائے اور ان نادان و ناعاقبت اندیش بچوں کو فکر عطا فرمائے کہ وہ اپنا مستقبل روشن و تابناک بنانے پر محنت کریں اور اپنے اہل خانہ کی اس گاڑھی کمائی کی قدر کریں کہ جو بسیار محنتوں و مشقتوں کے ساتھ کما کر ان بچوں کے ماہانہ صرفہ کا نظم کرتے ہیں، باری تعالیٰ انہیں فہم سلیم سے نوازے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

پا کے یادِ غم احمد ﷺ کا سہارا لکھا
میں نے اشکوں سے محبت کا قصیدہ لکھا
آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا
حرف آخر ہے یہ قرآں میں خدا نے لکھا

(احسان کاکوروی)

خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
محترم رہنما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتوں کی گھٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بحر لطف و عطا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(اقبال عظیم)

جائے بعثت ہے وہ جس کا نام ہے اُمّ القریٰ
ختم ہے جس پر نبوت کا یہ سارا سلسلہ
یہ شہنشاہ امم ہیں یہ ہیں ختم المرسلین

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(جمیل احمد جمیل)

ہیں مرے رہنما مصطفیٰ، مصطفیٰ
فخر کل انبیاء مصطفیٰ، مصطفیٰ
مجھ کو سارے زمانے سے ہیں معتبر
خاتم الانبیاء مصطفیٰ، مصطفیٰ

(خالد شفیق)

نام یکتا ہے تو پیغام بھی یکتا ہے ترا
ہر بڑی شان میں آقا تری یکتائی ہے
کون ہے ختم رسلؐ، ہادیٔ کلؐ تیرے سوا
عرش تا فرش تیرے نور کی پہنائی ہے

(غافل کرنالی)

جلوہ نما پیغمبر آفاق ہوگئے
روشن کتاب زیست کے اوراق ہوگئے
یہ اتباع ختم رسلؐ ہی کا فیض ہے
گمنام دھر شہرۂ آفاق ہوگئے

(بشیر متین فطرتؔ)

سیرت واخلاق کی تعمیر میں حدیث کا کردار

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

قرآن مجید کی آیت ہے:

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے یہاں دین تو اسلام ہے۔"

یعنی زندگی کا وہی طور وطریق قابل قبول ہے جو اسلام نے بتایا ہے' ایک دوسری آیت میں فرمایا ہے:

"جو شخص اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں کے علاوہ دوسرے طریقوں کو اختیار کرے گا تو وہ منظور نہیں کیا جائے گا۔"

اسلام کا بتایا ہوا طور طریق وہ طور وطریق ہے جو ہم کو قرآن مجید سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتے اور بتائے ہوئے احکام اور عمل سے پہنچا ہے اور وہ اللہ کو خدائے واحد مان کر اس کی مرضی اور اس کے حکم کے مطابق طریقہ زندگی اختیار کرنا' دوسرے معنوں میں اپنے کو خدائے واحد کے حکموں اور مرضیات کے حوالہ کر دینا ہے اور یہی اسلام کے لفظی معنی ہیں اور مسلمان سے یہی مطلوب بھی ہے کہ وہ خود کو اپنے پروردگار کے حوالہ کردے' یعنی اپنی مرضی کو اس کی مرضی کا تابع کردے۔

یہ بات اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں نہیں ہے' اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں مذہب کا مطلب ایک یا کئی خداؤں کو مانتے ہوئے صرف ایک متعین طریقہ سے ان کی عبادت کر لینا ہے' ان کے یہاں مذہب زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے لئے کوئی متعین احکام نہیں رکھتا ہے' لیکن اسلام میں ایک محدود عقیدہ اور کچھ متعینہ شکلوں کی عبادت ہی نہیں' بلکہ عقیدہ وعبادت کے ساتھ ساتھ معاملات و معاشرت اور اخلاق کے لئے خصوصی ہدایات اور رہنمائیاں ہیں' اس میں عدل وانصاف' اخلاق کی درستگی اور نیکی' دوسروں کے ساتھ حسن سلوک' ظلم و زیادتی سے گریز' بے حیائی اور گندی باتوں سے پرہیز' شرافت وانسانی خوبیوں کو اختیار کرنا ہے' یہ تمام باتیں اسلام میں دین کے اندر ہی داخل ہیں' چنانچہ قرآن مجید میں جگہ جگہ انبیا علیہم السلام کے تذکرہ میں آتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو صرف اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو' کہیں آتا ہے کہ ناپ تول میں بے ایمانی نہ کرو اور کہیں آتا ہے کہ نماز پڑھو اور زکوۃ دو' اسی طرح اسلام نے دین کو پوری انسانی زندگی پر پھیلا دیا ہے اور ہر زندگی کو اس کا پابند بنایا ہے' جس کا بیان قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر آیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام یعنی حدیث شریف میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے' اسی طرح اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں کو دین کے احاطہ میں کر دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی زیادتی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں' ہجرت کرنے والا در اصل وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔"

اسی طرح اسلام کے ماننے والے کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ یہ معلوم کرے کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم اور کیا طریق کار ضروری اور مفید ہے' اس کی تفصیل ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور احکامات میں ملتی ہیں' اور یہ احکامات آپؐ کی احادیث میں پھیلے ہوئے ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی زندگی تیئس سال ہوئی' تیرہ سال مکہ مکرمہ میں جو آپؐ نے دین کی دعوت وتبلیغ میں صرف کی اور اس کے سلسلہ میں لوگوں کی بے اعتنائی' ایذا رسانی اور دھمکیوں کو برداشت کرنے میں گزاری' آپؐ نے یہ سب برداشت کیا' کوئی جواب نہیں دیا' بلکہ قرآن کے حکم کے مطابق عمل کرتے رہے' جو اس مرحلہ کے لئے دیا گیا تھا کہ نماز (یعنی عبادت الٰہی) کو ادا کرو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو' یعنی کسی کی شرارت اور ایذا رسانی کا جواب نہ دو' انتقام نہ لو' حتیٰ کہ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے' پھر دس سال مدینہ منورہ میں لوگوں کو دین اسلام کی طرف متوجہ کرنے اور دین اسلام کی تفصیلات بتانے اور ان پر عمل کروانے میں گزرے' مدینہ منورہ پہنچ کر کفار کی زیادتیوں کا جواب دینے کی اجازت ملی اور کفار نے جب مسلمانوں پر حملے کئے اور جنگیں کیں' تب آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفقاء کے ساتھ ان حملوں اور جنگوں کا مقابلہ کیا اور بہادری اور غیرت دینی اور اسلام کو سربلند رکھنے والے جذبہ سے کام لیا اور ان جنگوں میں بھی اعلیٰ انسانی اقدار کا لحاظ رکھا' یہ سب آپ کے رفقاء اور ساتھ دینے والوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' کانوں سے سنا اور ان سب پر عمل کیا اور اپنے بعد والوں کو سنایا' بتایا پھر ان کے سننے اور دیکھنے والوں نے اپنے بعد کے لوگوں کو بتایا اور سنایا' اور یہ سب حدیث شریف کے ذخیروں میں محفوظ ہوگیا' حدیث کے معنی گفتگو اور باتوں کے ہیں' حدیث رسول کا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں اور گفتگو کے ہوئے اور یہ سب گفتگو اور باتیں دین اسلام کی باتیں ہوئیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ارشادات اور ہدایات میں وہ ذخیرہ ہے جس سے دین اسلام اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ سامنے آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے' اس طرح حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے کلام "قرآن مجید" کے ساتھ اسلام کی تمام باتوں کا ذخیرہ اور خزانہ ہے' اسی لئے مسلمانوں کو اپنی زندگی کو دین اسلام کے مطابق کرنے کے لئے حدیث کو سننا اور پڑھنا اور معلوم کرنا ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف اصلاً عربی زبان میں ہے' حدیث شریف میں ایک حصہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات اور رہنمائی کا ہے جن کا تعلق زیادہ تر مذہب کے عبادتی اور معاملاتی پہلو سے ہے اور یہ زیادہ تر فقہ کے نام سے مسائل عبادات اور احکام الٰہی کے جاننے کے لئے باقاعدہ پڑھا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں دوسرا حصہ اخلاق و سیرت سازی سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے اخلاق کی درستگی اور سیرت سازی میں اور ان کی زندگی اور طور و طریق کو بہتر بنانے اور ترقی دینے میں بڑا کردار ہے۔ حدیث کے مسائل عبادات و فقہ تو کوئی بھی عالم دین حسب ضرورت و طلب بتا سکتا ہے اور مدرسہ میں پڑھ سکتا ہے اور یہ سلسلہ الحمدللہ! دور اول کے بعد ہی سے قائم چلا آرہا ہے' لیکن دوسرا پہلو جو اخلاق کی درستگی اور سیرت سازی کا ہے' اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ اصلاح باطن اور تقویٰ اور خوف خدا خوف آخرت سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے لئے حدیث شریف میں بڑا ذریعہ اور اس کے مضامین اس کا بڑا ذخیرہ ہے۔

☆☆............☆☆

کوئٹہ (بلوچستان) کے علماء کرام کے پچاس رکنی وفد کی دفتر ختم نبوت کراچی تشریف آوری

کراچی (پ ر) کوئٹہ کے علماء کرام، دینی مدارس، اسکول اور کالجز کے طلباء پر مشتمل پچاس رکنی وفد کی کل دفتر ختم نبوت کراچی میں تشریف آوری ہوئی۔ وفد میں صوبائی خطیب بلوچستان اور جمعیت علماء اسلام کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا انوار الحق حقانی، مولانا ڈاکٹر عبدالمتین، حاجی غلام محمد مری، مفتی منزر سعید، مولوی محمد طاہر، مفتی احسان الحق، مولانا عبدالخالق، قاری محمد اکرم، مفتی محمد جان قاسمی، پروفیسر فیض اللہ، مولانا عصمت اللہ، انتظار الحق، محمد اویس خان اور دیگر شامل تھے۔ وفد کے معزز ارکان کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مرکزی اور بزرگ رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا قاضی احسان احمد اور دوسرے رہنماؤں نے پرجوش خیر مقدم اور استقبال کیا۔ اس موقع پر مولانا انوار الحق حقانی نے اراکین وفد سے تعارف کروایا اور بلوچستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مختصر روشنی ڈالی۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور اس کی تضاد بیانی پر مفصل بیان کیا۔ مولانا محمد اعجاز مصطفی نے مہمانان گرامی اور کارکنان ختم نبوت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوجوانان اسلام ملت کا قیمتی اثاثہ ہیں، مستقبل میں ملک و قوم کی رہنمائی اور قیادت کی ذمہ داری انہیں اٹھانا ہوگی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ۱۹۷۴ء میں نوجوانوں نے کلیدی اور ہراول دستہ کا کردار ادا کیا۔ قادیانی اب بھی خفیہ طور پر اپنی ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں تمام مسلمانوں خصوصاً نوجوان علماء کرام اور طلباء سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا ادراک کریں اور اپنے اپنے حلقوں میں قادیانیوں اور مرزائیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔

مولانا شمس الرحمن کا قتل بدترین دہشت گردی ہے: مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، نائب امراء مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اہلسنت والجماعت کے صوبائی صدر مولانا شمس الرحمن معاویہ کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں پے در پے علماء کرام کا قتل بدترین دہشت گردی ہے۔ حکومت مولانا شمس الرحمن معاویہ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچائے۔ علماء کرام کا قتل حکومتی چہرے پر ایک بدنما داغ ہے۔ حکومت ان واقعات میں ملوث دہشت گردوں اور ان کی سرپرستی میں ملوث خفیہ طاقتوں کو بے نقاب کرے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی راولپنڈی کے سانحہ کے زخم تازہ تھے کہ ایک نیا سانحہ رونما ہوگیا ہے، اگر سیکورٹی ادارے مکمل طور پر چوکس ہوتے تو یہ سانحہ پیش نہ آتا۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۱۰ جنوری ۲۰۱۳ء)

برأت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ''المصالح العقلیہ'' میں بعض عبارات کو سرسری طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات سے ملتے جلتے پایا تو انہوں نے دعویٰ کردیا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی پانچ کتابوں سے لی ہیں۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی لندن نے اس مقالہ میں قادیانی مضمون نگاروں کی غلط بیانی اور علمی خیانت کا پردہ چاک کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ہی دوسرے کی عبارات میں تحریف کرکے انہیں اپنی کتابوں اور رسائل کا حصہ بنایا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۳ء میں ماہنامہ ''الرشید'' ساہیوال اور ماہنامہ ''بینات'' کراچی بابت صفر المظفر ۱۴۰۵ھ میں شائع ہوچکا ہے۔ مکرر کے طور پر قارئین ہفت روزہ ختم نبوت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

تیسری قسط

علامہ ڈاکٹر خالد محمود، لندن

۳:... انکشاف:

یہ گمان نہ کیا جائے کہ مولوی محمد فضل خان نے ان مضامین پر مرزا غلام احمد قادیانی کا حوالہ اس لئے نہ دیا ہوگا کہ عام لوگ ان کے مخالف نہ ہوجائیں، یہ وہ توجیہ ہے جو عبداللہ ایمن زئی نے حضرت تھانویؒ کے بارے میں اختیار کی ہے۔

ایمن زئی صاحب حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''انہوں نے مرزا صاحب کی کتابوں کے صفحات نقل کرتے ہوئے ان کی کتب کے حوالے کیوں درج نہیں کئے... اگر حضرت تھانویؒ اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا نام یا ان کی کسی کتاب کا نام درج کردیتے تو متعصب اور تنگ نظر لوگ ان کی جان کے دشمن ہوجاتے اور ان کی کتاب کو نذر آتش کردیتے۔''

(کمالات اشرفیہ ص:۴۵، ۴۶)

ممکن ہے قادیانی مضمون نگار مولوی محمد فضل خان کے بارے میں بھی یہی توجیہ اختیار کریں، ہم جواباً عرض کریں گے، یہاں ایسا کوئی احتمال سرے سے نہیں ہے۔ مولوی محمد فضل خان نے اس کتاب اسرار شریعت میں بعض مضامین مرزا غلام احمد کے دوسرے ساتھیوں سے لئے ہیں اور انہیں ان کا حوالہ دے کر اپنی کتاب میں جگہ دی ہے... غلامی کی فلاسفی پر مولوی محمد علی لاہوری کا ایک پورا مضمون مصنف نے اپنی اس کتاب کی دوسری جلد کے ص:۲۶۵ پر دیا ہے، جو ۳۲۹ تک پھیلتا چلا گیا ہے، مضمون کے آخر میں لکھا ہے:

''حقیقت غلامی کا مضمون رسالہ ریویو آف ریلیجنز مؤلفہ علامہ مولوی محمد علی سے لیا گیا ہے۔''

(اسرار شریعت، ج:۲، ص:۳۲۹)

مولف نے ایک مقام پر مرزا غلام احمد کا بھی نام لیا ہے اور انہیں ایسے الفاظ سے ذکر کیا ہے جسے دین دار مسلمان کسی طرح بھی پسند نہیں کرتے، لیکن مولف نے کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مرزا صاحب کا نام واضح طور پر لیا ہے۔ حکیم نورالدین صاحب کا حوالہ بھی ایک جگہ دیا ہے۔

(اسرار شریعت، ج:۲، ص:۳۸۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

''مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم اور ان کے حلقے کے لوگ حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ مانتے اور ان کے نزول بروزی وظہور مہدی و خروج دجال کے قائل ہیں۔''

(اسرار شریعت، ج:۳، ص:۳۷۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق مولف مذکور جمہور مسلمانوں کے متفقہ عقیدے کے خلاف واشگاف لفظوں میں لکھتا ہے اور اسے یہ فکر لاحق نہیں ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ موصوف لکھتے ہیں:

''درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے.... یہ سیر اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔''

(اسرار شریعت، ج:۳، ص:۲۶۱)

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے اس احتمال کو قطعاً کوئی راہ نہیں کہ مولف نے عامۃ الناس کے دباؤ کے تحت ان اقتباسات کو مرزا صاحب کے نام سے نہ لکھا ہوگا..... حق یہ ہے کہ اس نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہرگز نہیں لئے، نہ اسے دوسروں کی محنت کو اپنے نام سے پیش کرنے کا شوق تھا، اگر وہ مولوی محمد علی لاہوری کا مضمون اس کے نام سے پیش کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا تو مرزا صاحب کی باتیں ان کے نام سے پیش کرنے میں اسے کیا خوف محسوس ہوسکتا تھا۔ سو یہ واضح ہے کہ اس نے یہ عبارات مرزا صاحب سے نہیں لیں۔

۴:... انکشاف:

ممکن ہے قادیانی کہیں مرزا صاحب ملہم ربانی تھے اور مولوی محمد فضل خان ایک عام مولف اور دونوں ایک زمانے کے تھے۔ سو قرین قیاس یہ ہے کہ مولوی محمد فضل خان نے مرزا صاحب سے مضامین لئے ہوں نہ کہ مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خان سے۔

جواباً گزارش ہے کہ مولوی محمد فضل خان بھی اپنی جگہ مدعی الہام تھے اور اپنے آپ کو مرزا صاحب سے کم نہ سمجھتے تھے، وہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''کئی ایام سے میں اسی مضمون بعث اخروی کو مرتب کر رہا ہوں، پرسوں دوپہر کے وقت لکھتے ہوئے مجھ پر نیند غالب آگئی اور بین النوم والیقظۃ مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی جس کو میری روح اور جسم دونوں نے یکساں محسوس کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ حشر اجسام ضرور ہوگا اور قبر و حشر میں عذاب وثواب روح وجسم دونوں پر وارد ہوگا..... لیکن اس اجمال کی تفصیل منکشف نہیں ہوئی۔'' (اسرار شریعت، ج:۳، ص:۴۹۰)

مولف جب خود اس روحانی مقام کے مدعی ہیں کہ ایسی کیفیات ان پر اجمالاً منکشف ہوں تو ظاہر ہے کہ انہیں مرزا صاحب کی کتابوں سے ان اقتباسات کو بلاحوالہ لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی، سو قرین قیاس یہی ہے کہ خود مرزا صاحب نے ہی اُن سے قلمی استفادہ کیا ہوگا، ورنہ ان کی جماعت کے لوگ ...اسرار شریعت کے ان مندرجات پر ضرور سوال اٹھاتے۔

ایک سوال:

یہ بات کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد فضل خان کے قلمی مسودات سے یا ان کے خطوط سے یہ مضامین لئے ہوں، تبھی لائق تسلیم ہو سکتی ہے کہ مرزا نے کبھی اپنی کتابوں کے دوران تالیف وقت کے دوسرے اہل علم سے مدد مانگی ہو اور انہیں کہا ہو کہ وہ اپنی کتابوں میں ان کے مضامین کو بھی حسب موقع جگہ دیں گے اور اس طرح اسلام کی ایک مشترکہ خدمت ہوگی۔

جواباً عرض ہے کہ ہاں مرزا غلام احمد کی واقعی عادت تھی کہ وہ وقت کے دیگر اہل علم سے علمی مدد مانگتے اور انہیں برملا کہتے کہ وہ اسے اپنی کتابوں میں حسب موقع جگہ دیں گے۔ سو یہ کیا ممکن نہیں کہ مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خان صاحب سے بھی اسی قسم کی مدد مانگی ہو اور یہ اقتباسات مولوی محمد فضل خان کے ہوں، جنہیں مرزا صاحب نے اپنی پانچ کتابوں میں حسب موقع پھیلا دیا ہے۔

۵:...انکشاف:

مرزا غلام احمد قادیانی کی عام عادت تھی کہ وہ اپنی کتابوں کے دوران تالیف، وقت کے دوسرے اہل علم سے مدد مانگتے تھے۔ اس سلسلے میں ہم مرزا صاحب کے ہی چند خطوط پیش کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی چراغ علی صاحب (متوفی ۱۸۹۵ء) کو لکھے تھے۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب آنریری سیکریٹری انجمن ترقی اردو سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان ص:۱۹۳ میں چند ہم عصر کے نام سے مولوی چراغ علی صاحب کے ذکر میں لکھتے ہیں:

''جس وقت ہم مولوی صاحب مرحوم کے حالات کی جستجو میں تھے تو ہمیں مولوی صاحب کے کاغذات میں سے چند خطوط مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم کے بھی ملے جو انہوں نے مولوی صاحب کو لکھے تھے اور اپنی مشہور اور پُرزور کتاب براہین احمدیہ کی تالیف میں مدد طلب کی تھی۔''

(چند ہم عصر، ص:۴۸، علم پریس کراچی طبع ۱۹۵۰ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسروں سے کسب فیض کرنے کے بارے میں یہ ایک غیر جانبدار شہادت ہے، مولوی عبدالحق صاحب کا مرزا غلام احمد کے نام کے ساتھ مرحوم لکھنا، اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب قادیانی اختلافات میں جمہور علمائے اسلام کے ساتھ نہ تھے اور مرزا صاحب کی تکفیر نہ کرتے تھے۔ سو ان کی یہ شہادت ایک غیر جانبدار شہادت ہے جسے تسلیم کیا جانا چاہئے ممکن ہے اسی طرح کے خطوط مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خان کو بھی لکھے ہوں۔

اب ہم یہاں مرزا صاحب کے چار خط نقل کرتے ہیں جو آپ نے مولوی چراغ علی صاحب کو لکھے، معلوم نہیں اس قسم کے اور کتنے لاتعداد خطوط ہوں گے جو مرزا صاحب نے وقت کے دیگر اہل علم کو لکھے ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خط
بنام مولوی چراغ علی صاحب

آپ کا افتخار نامہ محبت آموز عز ورود لایا، اگرچہ پہلے سے مجھ کو بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعیہ اثبات نبوت و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی، مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتعال شعلہ حمیت اسلام علی صاحبہا السلام ہوا اور موجب ازدیاد تقویت و توسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دل گرمی کا اظہار فرمادے تو بلاشائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے۔ جزاکم اللہ نعم الجزاء۔

ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین (مرزا صاحب یہاں دو مضامین مانگ رہے ہیں جو کہیں چھپے ہوئے نہیں۔ مولوی صاحب کے اپنے طبع زاد اور ان کی اپنی فکر کا نتیجہ ہوں، مرزا صاحب یہاں انہیں اپنے مضامین میں جگہ دینا چاہتے ہیں، اسی طرح اگر مرزا صاحب نے مولوی محمد فضل خان سے علمی مدد مانگی ہو یا ان کے قلمی مسودوں سے استفادہ کیا ہو یہ بالکل قرین قیاس ہے کوئی تعجب کی

بات نہیں) آپ نے نتائج طبع عالی سے مطلع فرمائے ہوں وہ بھی مرحمت ہوں۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا دوسرا خط بنام مولوی چراغ علی صاحب

آپ کے مضمون اثبات نبوت کی میں نے انتظار کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا، اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے بھی ایک کتاب جو دس حصہ پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علی حقانیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے اور اصلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام کو ان سے زیب و زینت بخشوں، سو اس امر میں آپ توقف نہ فرماویں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون (معلوم ہوا مرزا صاحب کی عادت تھی کہ وقت کے دوسرے اہل علم سے بذریعہ خط و کتابت علمی استفادہ کرتے تھے اور اُن کے طبع زاد مضامین کو اپنی کتابوں میں جگہ دیتے تھے۔ مرزا صاحب کی کتابوں میں اسرار شریعت کے مضامین اسی قبیل سے معلوم ہوتے ہیں، دوسروں کے مضامین کو اپنی کتابوں میں جگہ دینا اور انہیں اپنے "مختصر کلام" میں ملا دینا، مرزا غلام احمد کے بائیں ہاتھ کا کام تھا.....) فرماویں۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور خط مولوی چراغ علی صاحب کے نام

(یہ خط ۱۹ رفروری ۱۸۷۹ء کا ہے)

فرقان مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے نہ موجب نا گواری، میں نے بھی اسی بارہ میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے۔ خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القا ہوں (قرآن مجید کی صداقت پر مولوی چراغ علی کے دلائل اپنے رسالہ میں مختلف مواقع پر درج کرنا مرزا صاحب کے ذوق تصنیف کا پتہ دے رہا ہے۔ مضامین القاء تو ہوں مولوی چراغ علی کے دل میں، چھپیں مرزا غلام احمد کے نام سے، سلطان القلم کا یہ عجیب ذوق تصنیف ہے) میرے پاس بھیج دیں تاکہ اسی رسالہ میں حسب مواقع اندراج پا جائے یا سفیر ہند میں.... لیکن جو براہین (جیسے معجزات وغیرہ) زمانہ گزشتہ سے تعلق رکھتے ہوں، ان کا تحریر کرنا ضروری نہیں کہ منقولات مخالف پر حجت قویہ نہیں آ سکتیں جو نفس الامر میں خوبی اور عمدگی کتاب اللہ میں پائی جائے یا جو عند العقل اس کی ضرورت ہو وہ دکھلائی چاہئے، بہر صورت میں اس دن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون (دوسروں کے مضمونوں کا انتظار اور ان کی طلب میں یہ لجاجت اور عاجزی آج تک کسی ایسے شخص کے کلام میں نہیں دیکھی گئی جو آسمانی امامت کا مدعی اور الہامی علوم کا دعویدار ہو۔ مرزا صاحب کی یہ عاجزی یا وقت کے ان اہل علم کے سامنے ہوتی ہے جن سے انہیں علمی مدد ملتی ہو یا انگریزوں کے سامنے جن کے مراحم خسروانہ مرزا صاحب کے شامل حال ہوتے تھے) پر پڑے گی، آپ باقتضا اس کے کہ الکریم اذا وعد وفیٰ مضمون تحریر فرماویں، لیکن یہ کوشش کریں کہ کیف ما اتفق مجھ کو اس سے اطلاع ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور خط مولوی چراغ علی صاحب کے نام

(یہ خط ۱۰ رمئی ۱۸۷۹ء کا ہے)

کتاب (براہین احمدیہ) ڈیڑھ سو جزو ہے جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپے ہے اور آپ کی تحریر ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔

مولوی عبدالحق صاحب ان خطوط کو نقل کرنے کے بعد اپنی رائے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں اور یہ رائے ہماری رائے کے بہت قریب ہے:

"ان تحریروں سے ایک بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب مرحوم نے مرزا صاحب مرحوم کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی ہے۔" (چند ہم عصر ص:۵۰)

اس انکشاف کے بعد اس بات کے جاننے میں کوئی دقت نہیں رہی کہ مولوی محمد فضل خان کے بعض مضامین شائع ہونے سے پہلے مرزا صاحب کی کتابوں میں کیسے آ گئے۔

حرمت خنزیر:

مرزا صاحب حرمت خنزیر پر بحث کرتے ہوئے "اسلامی اصولوں کی فلاسفی" میں یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ حرمت خنزیر اسلام کی خصوصیات میں سے ہے جو پہلی شریعتوں میں نہ تھی (ملاحظہ ہو اسلامی اصولوں کی فلاسفی بحث حرمت خنزیر) حالانکہ قرآن شریف نے ہی خنزیر کو حرام قرار نہیں دیا، اس سے پہلے توراۃ میں بھی اس کی حرمت بیان کی گئی تھی، جس طرح مسلمان یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی اصول کی فلاسفی دیکھو کہ خنزیر جیسے نجاست خور اور بے غیرت جانور کو حرام کیا گیا۔ یہودی بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اصول

تمہارے ہاں ہی کارفرما نہیں، ہمارے ہاں بھی اسی طرح کارفرما ہے۔ توراۃ میں ہے:

"اور سور تمہارے لئے اسی سبب سے ناپاک ہے کہ اس کے پاؤں تو چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا تم نہ ان کا گوشت کھانا نہ ان کی لاش کو ہاتھ لگانا۔"

(کتاب مقدس استثناء، باب:۱۴، آیت:۶ تا ۸)

ظاہر ہے کہ اس صورت میں اسے وجوہ حرمت خنزیر میں تو ذکر کیا جاسکتا ہے تقابلی جلسہ مذاہب میں نہیں، جلسہ مذاہب میں وہی بات ہوتی ہے جو اور کسی مذہب میں نہ ہو تاکہ اپنے مذہب کا امتیاز ظاہر کیا جاسکے۔ معلوم نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمت خنزیر کا یہ مسئلہ جلسہ مذاہب میں کیسے پیش کردیا؟ ہوسکتا ہے کہ بعد میں مضمون میں لکھ لیا گیا ہو اور اس میں اسرار شریعت سے استفادہ کیا گیا ہو۔

مرزا صاحب نے اسے جن الفاظ میں پیش کیا ہے، اس میں عبارت کی غلطیاں ہیں، مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں:

"یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور نیز بے غیرت اور دیوث ہے۔"

اس میں اور کے "بعد نیز کا لفظ" لائق غور ہے اور کا بھی وہی معنی ہے جو نیز کا ہے۔ مرزا صاحب سے اس قسم کی غلطی عجیب فاش غلطی ہے۔ مرزا صاحب کے یہ الفاظ بھی ہم نے دیکھے ہیں:

"غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر اثر ہے۔"

ذہن اس طرف گیا کہ عبارت یوں ہونی چاہئے: "روح پر اثر ہوتا ہے۔" مرزا غلام احمد کی اور تحریرات بھی ہم نے دیکھی ہیں، وہ صاحب قلم آدمی تھے، اس قسم کی غلطیاں ان سے متصور نہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت انہوں نے کسی اور صاحب قلم کے مسودہ سے لی ہے اور اسے اپنا بنانے کے لئے کہیں کہیں بدلا ہے اور اسی کوشش میں ان سے یہ غلطیاں ہوئی ہیں۔

مولوی محمد فضل خان کی کتاب

اسرار شریعت (جن کے مسودہ سے مرزا صاحب نے یہ مضامین لئے):

"اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور، بے غیرت و دیوث ہے، اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بدن اور روح پر بھی پلید ہی ہو، کیونکہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاؤں کا اثر بھی انسان کی روح پر ضرور ہوتا ہے، پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی ہوگا، جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کردیتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔"

(اسرار شریعت، ج:۲، ص:۳۳۶، ۳۳۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلامی اصولوں کی فلاسفی:

"اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور نیز بے غیرت اور دیوث ہے، اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن اور روح پر پلید ہی ہو، کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے، پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی پڑے گا جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی، ص:۹۵)

یہ دونوں مصنف ایک دور کے ہیں جو حضرت تھانویؒ سے قریباً ربع صدی پہلے ہوئے۔ حضرت تھانویؒ نے جیسا کہ وہ اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھ آئے ہیں کہ انہوں نے بعض مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں، یہ مضمون اسرار شریعت سے لیا ہے خواہ مخواہ کہے جانا کہ انہوں نے یہ مضامین مرزا صاحب کی کتابوں سے ہی لئے ہیں، منہ زوری اور سینہ زوری سے زیادہ کچھ وزن نہیں رکھتا۔ اسرار شریعت میں اور نیز کے الفاظ نہیں۔ حضرت تھانویؒ کی عبارت میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں، ان کی عبارت اسرار شریعت کے مطابق ہے، اس میں ہے:

"کیونکہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاؤں کا اثر بھی انسان کی روح پر ضرور ہوتا ہے۔" (ص:۳۳۶)

حضرت تھانویؒ کی عبارت بھی یہی ہے لیکن مرزا صاحب نے اسے اس طرح لکھا ہے:

"کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے۔"

اب آپ ہی یہ فیصلہ کریں کہ حضرت تھانویؒ نے یہ اقتباس اسرار شریعت سے لیا ہوگا یا مرزا غلام احمد کی کتابوں سے اور عبداللہ ایمن زئی کی اس غلط بیانی کی بھی دل کھول کر داد دیں:

دیکھئے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ہم ثابت کرچکے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے ان الفاظ کو اس طرح تبدیل کردیا ہے کہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے۔ دیکھئے کیا یہ الفاظ اسرار شریعت کے نہیں؟ اب ایمن زئی صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت تھانویؒ نے یہ الفاظ بدلے ہیں، کس قدر کھلا جھوٹ ہے، جو قادیانیوں کو ہی زیب دیتا ہے۔

اسرارِ شریعت کی عبارت اصل معلوم ہوتی ہے مباحثِ عقلیہ میں اپنے خیالات اور نتائجِ فکر سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ یہاں امورِ مسلّمہ پیش کیے جاتے ہیں۔ مولوی محمد فضل خان کا یہ کہنا کہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلّم ہے۔ ایک وزن رکھتا ہے اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں، یہ محض ان کا ایک اپنا نتیجۂ فکر ہے۔ جس کی عام مباحثِ عقلیہ میں جگہ نہیں ہو سکتی۔

دونوں عبارتوں کو غور سے دیکھو دونوں میں زیادہ صحیح اور موقع کے مطابق اسرارِ شریعت کی عبارت ملے گی۔ معلوم ہوتا ہے، یہی اصل عبارت ہے۔ مرزا غلام احمد کی عبارت اس میں چند غلطیاں ملا کر مرتب ہوئی ہے۔ اسرارِ شریعت کا مرزا صاحب کی وفات کے ایک سال بعد چھپنا اس سے اس احتمال کی نفی نہیں ہوتی کہ مرزا صاحب کی نظر سے اسرارِ شریعت کے کچھ حصے بصورت مسودہ بطریق خط و کتابت نہ گزرے ہوں گے، خصوصاً جب کہ مؤلف اسرارِ شریعت قادیان سے بہت قریب کا تعلق رکھتے تھے۔ دونوں عبارتیں خود بول رہی ہیں کہ اصل کون سی عبارت ہوگی، پھر کس نے کس سے لیا ہوگا؟

مرزا صاحب نے اس عبارت میں ایک اور بے ڈھب اضافہ کیا ہے اور وہ قانونِ قدرت کے الفاظ ہیں، ان پر غور کیجئے:

"اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانونِ قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن پر پلید ہو۔ یہ عبارت اسرارِ شریعت میں ان خط کشیدہ الفاظ کے بغیر ہے اور حضرت تھانویؒ کی کتاب میں بھی اسی طرح ہے مگر مرزا غلام احمد کی عبارت میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ آپ ان الفاظ پر غور کریں اور ان کے بغیر عبارت کو آگے پیچھے سے پڑھ کر دیکھیں کہ یہ الفاظ جلی طور پر زائد اور بعد میں ملے ہوئے معلوم ہوں گے۔"

ایک پڑھا لکھا آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ اسرارِ شریعت کی عبارت یقیناً پہلے کی ہے۔ گو چھپی بعد میں ہو اور مرزا صاحب کی عبارت میں چند غلطیوں کا اضافہ ہے گو وہ چھپی پہلے ہو اور مرزا صاحب نے اس کے مسودات سے اکتسابِ فیض کیا ہو جیسا کہ ان کی عادت تھی کہ وہ معاصر اہلِ قلم سے علمی امداد لیا کرتے تھے۔

کچھ بھی ہو یہ کوئی علمی معارف یا قرآن کریم کی کوئی عمیق تفسیریں نہیں جو ان مصنفین پر ہی کھلی ہوں بلکہ یہ وہ کتابیں ہیں جو ان دونوں نے قبل از اسلام کے یونانی طبیبوں سے لی ہیں اور دونوں عبارات میں اس کا واضح اعتراف موجود ہے۔ اب اگر حضرت تھانویؒ نے بھی یہ عبارات اسرارِ شریعت سے لے لیں تو اس میں کیا اعتراض ہے، یہ وہ باتیں ہیں جو کافروں سے بھی لی جا سکتی ہیں اور اس پر کسی کو تعجب نہ ہونا چاہئے۔ ہاں یہ حضرت تھانویؒ کا کمالِ دیانت ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں صاف لکھ دیا کہ انہوں نے بعض مضامین ایک کتاب سے لئے ہیں۔

عبداللہ ایمن زئی کا ایک اور جھوٹ:

ایمن زئی صاحب حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جو لٹریچر تخلیق ہوا اور بڑے بڑے علماء و مفسرین نے اس مسئلے پر جو کچھ لکھا، وہ سب حضرت تھانویؒ کی نظر میں تھا، مگر انہوں نے یہ سارا سرمایۂ معرفت ایک طرف رکھ دیا اور مرزا صاحب نے اپنی کتاب میں حرمت خنزیر کے جو اسباب بیان کئے تھے وہ اپنی کتاب میں نقل کر دیئے۔"

(کمالاتِ اشرفیہ ص:۷)

ایمن زئی صاحب نے خط کشیدہ الفاظ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ مولانا نے اس موضوع پر پہلے لکھے گئے لٹریچر کو بالکل درخورِ اعتنا نہیں سمجھا اور مرزا صاحب کی عبارت کو اپنی کتاب میں جگہ دی ہے، ہم نے حضرت تھانویؒ کی کتاب پھر اس مقام سے دیکھی، آپ نے اسرارِ شریعت کی عبارت نقل کرنے کے بعد اس موضوع پر پھر اور مواد بھی فراہم کیا ہے اور اسرارِ شریعت کی عبارت میں جو کمی رہ گئی تھی، اسے دیگر مصنفین کی عبارات سے پُر کیا ہے بقول ایمن زئی صاحب اسے یوں سمجھئے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں جو کمی رہ گئی تھی وہ حضرت تھانویؒ نے مخزن الادویہ سے پوری کی ہے۔ حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

"صاحب مخزن الادویہ فساد گوشت خوک (خنزیر) اور اس کی حرمت کے وجوہ ذیل میں تحریر کرتے ہوئے ظاہر فرماتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت فطرتِ انسانی کے برخلاف ہے، وہ لکھتے ہیں کہ: "گوشت خوک مولد خلط غلیظ است و مورث حرص شدید و صداع مزمن و داء الفیل و اوجاع مفاصل و فساد عقل و زوال مروت و غیرت و حمیت و باعث فحش است و اکثرے از فرق غیر اسلامی آنرا مے خورند و قبل ظہور نور اسلام گوشت آنرا در بازار مے فروختند و بعد ازاں در مذہب اسلام ترا ... بیع آں ممنوع و موقوف گردید بسیار کثیف و بدہیت است" نیز اس کا گوشت کھانے سے انسان پر فوراً سوداوی امراض حملہ آور ہوتے ہیں۔"

(المصالح العقلیہ)

قارئین غور فرمائیں کہ حضرت تھانویؒ نے دوسروں کی تحقیقات کیا یکسر نظر انداز کی ہیں یا انہیں بھی اپنی اس کتاب میں نقل کیا ہے۔

(جاری ہے)

ختم نبوت... عقل کی روشنی میں!

مرسلہ: مولانا محمد شفیق علوی (۵) مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

ایک دوسرا زاویہ

بعثت محمدی کے بعد کتاب وسنت کی موجودگی، ہدایت کی ضمانت، ختم نبوت کی یقینی علامت اور کسی نبی کی بعثت سے مستغنی کرنے والی شے ہے۔ یہ وہ روشن حقیقت ہے جس کی نقاب کشائی پچھلے صفحات میں کی جا چکی۔ اس کا تابندہ چہرہ ہر صحیح زاویہ سے صاف نظر آتا ہے۔ ایک زاویہ نظر سے آپ نظر کر چکے۔ اب دوسرے سے اس کا نظارہ کیجئے۔

کیسے؟ کیوں؟ اور کہاں؟ یہ تین سوالات ہیں جو فطرت انسانی میں اس طرح آمیز کر دیئے گئے ہیں کہ انسان کے لئے ان پر غور کرنا ناگزیر ہے۔ ہم کیسے وجود میں آئے؟ خود بخود یا کسی خالق کے حکم سے؟ بصورت ثانیہ اس خالق کے کیا اوصاف ہیں؟ ہمارے وجود اور ہماری حیات مستعار کا مقصد کیا ہے؟ اور ہمارا انجام کیا ہے؟ یا بالفاظ دیگر ہمیں مرنے کے بعد کہاں جانا ہے؟ دنیا کا کوئی انسانی ذہن جو بالکل ناکارہ نہیں ہو چکا ہے۔ ان سوالات سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ مسائل ہیں جنہیں امہات المسائل کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ زندگی وموت کے متعلق ہزاروں مسائل انہیں کی نسل اور انہیں کے بطن سے پیدا ہوتے ہیں۔

ان مسائل سے چشم پوشی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے بھی ان سوالات کا جواب دیا ہے۔ فلسفیوں نے بھی ان سے بحث کی ہے۔ ان ادیان وملل نے بھی ان سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی ہے۔ جنہوں نے انبیاء سے مستفید ہونے کے بعد ان کی تعلیمات سے انحراف کیا ہے اور وہ ادیان بھی ان سے اپنا دامن نہیں بچا سکے۔ جن کی بنیاد تعلیمات انبیاء یا کتب الہیہ کے بجائے کسی فلسفہ یا کشف یا اشراق پر قائم کی گئی ہے۔ صحیح جواب صرف نبی ہی کی زبان فیض ترجمان واضح کرتی ہے۔ بقیہ جوابات غلط اور حقیقت سے منحرف ہوتے ہیں۔

ہر زمانہ کے نبی کا کام یہ ہوتا ہے کہ ان سوالات کا صحیح جواب دے کر متلاشین کی فطری پیاس کو تسکین دے اور اس جوہر تابندہ کو اس طرح پیش کرے کہ اس دور کے غلط جوابات کے خزف ریزوں کی جھوٹی اور مصنوعی تابندگی اس کے سامنے خود بخود ماند پڑ جائے اور ان کا باطل ہونا بالکل واضح ہو جائے۔ نبی کا راستہ سیدھا اور بے خطر ہوتا ہے۔ جو حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی تک پہنچاتا ہے۔ ادیان باطلہ اور فلسفوں کے راستوں کا اصل مقصد سے انحراف اوران کی ہلاکت خیزی اس صراط مستقیم کو دیکھ کر واضح ہو جاتی ہے۔ وہ ایسی روشنی لے کر آتے ہیں جو صراط مستقیم کو روشن کرنے کے ساتھ ساتھ ٹیڑھے اور مقصد سے دور کرنے والے رضاء الٰہی کے بجائے عذاب الٰہی کی طرف لے جانے والے راستوں کو بھی ظاہر کر دیتی ہے۔ گویا وہ چشمۂ آب حیات تک پہنچانے کے ساتھ سراب کے فریب وخطرات سے بھی آگاہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص ان کی طرف رخ نہ کرے اور زیغ وضلال میں مبتلا ہو کر عذاب آخرت کا مستحق نہ ہو جائے۔ گویا انبیاء علیہم السلام کے دو کام ہوتے ہیں۔

☆...... ہدایت ورشد اختیار کرنے کی تعلیم۔

☆...... زیغ وضلال سے بچنے کی تعلیم۔

جو شخص بھی انبیاء کرام کے حالات سے واقف ہے وہ اس منہاج نبوت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اس تمہید کے بعد کچھ دیر کے لئے خاتم النبیین کے مبارک دور پر ایک غائر نظر ڈال لیجئے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب مندرجہ بالا سوالات کا وہ جواب دنیا کے سامنے آ چکا تھا۔ جہاں تک بغیر امداد وحی ربانی تنہا عقل انسانی کی رسائی ہو سکتی تھی۔ یا آج ہو سکتی ہے۔ فلسفی اپنی ذہانت کا ذخیرہ ختم کر چکے تھے۔ وہ مذاہب جن کی تعمیر وحی ربانی کے بجائے کسی فلسفہ کی بنیاد پر ہوئی ہے اور جن کی خشت اوّل کسی نہ کسی قسم کا فلسفہ ہے۔ اپنے بسیط اقسام ختم کر چکے تھے۔ محرف شدہ آسمانی مذاہب کی کلی نمائندگی مسخ شدہ یہودیت ونصرانیت کر رہی تھیں۔ جنہیں فلسفوں کی آمیزش نے اصل محور سے بہت دور کر دیا تھا اور اب درحقیقت ان کی گردش تورات وانجیل کے بجائے فلاسفہ یونان وروما کے اقوال کے گرد ہو رہی تھی۔ ان کی کتابیں محرف ہو چکی تھیں اور ہدایت ان لوگوں کی بے مروتی وقدرناشناسی سے دل شکستہ ہو کر ان کی طرف سے منہ موڑ چکی تھی۔ مجوسیت، صابیت، بدھ ازم، برہمنیت، سب درحقیقت فلسفے تھے۔ جنہوں نے مختلف اسباب کی بنا پر دین ومذہب کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ان سب کے لئے دین سے زیادہ فلسفہ کا لفظ موزوں ہے۔

یہودیت ونصرانیت میں فلسفہ کی کثیر آمیزش کے باوجود دینی عنصران مذاہب سے زیادہ باقی رہ گیا تھا۔ تاہم فلسفہ کا اثر دھاان کا بھی بڑا حصہ نگل چکا تھا۔ ان امور پر نظر کیجئے تو آپ اس حقیقت کو روز روشن سے زیادہ روشن پائیں گے کہ مندرجہ بالا سوالات میں سے ہر ایک کا ہر عقلی جواب ختم ہوچکا تھا اور ان میں ہر جواب محض باطل اور غلط تھا۔ دنیا کو صحیح جواب کا انتظار تھا۔ جو بالکل مفقود تھا۔ دنیا شدید تشنگی کی حالت میں سراب کی طرف دوڑ رہی تھی۔ جس کی طرف یہ فلسفے اور ادیان اشارہ کر رہے تھے اور ہدایت وحقیقت کے آب شیریں سے محروم ومحجوب تھی کہ ابر رحمت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس نے صحیح جوابات کے آب حیات سے مردہ دلوں کو نئی زندگی، بے چین روحوں کو حقیقی تسکین اور فطرت انسانی کو شگفتگی ومسرت سے ہمکنار کیا۔

زمانہ کی عمر میں ساتویں صدی عیسوی اس کا ممتاز ترین حصہ ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت و صداقت کا آخری صحیفہ لے کر تشریف لائے۔ جس کے انوار نے ظلمت کدہ عالم کو روشن کر دیا۔ لیکن یہی حصہ اس اعتبار سے بھی خصوصی امتیاز رکھتا ہے کہ اس میں کفر وباطل کی ساری ظلمتیں جمع ہوگئیں تھیں۔ جاہلیت کوس ”لمن الملک“ بجا رہی تھی اور جنود ابلیس شرق سے غرب تک مہبط آدمؑ کو پامال کر رہے تھے۔

کیسے؟ کیوں؟ اور کہاں؟ اور تینوں سوالات میں سے ہر ایک کو باری باری سامنے لایئے اور دیکھئے کہ اس کے جواب میں اس وقت دنیا کس قدر گمراہی میں مبتلا تھی۔

یہ کائنات خود بخود وجود میں آگئی یا کوئی اس کا پیدا کرنے والا ہے؟ عقلاً اس کے صرف دو جواب ہوسکتے ہیں۔ جن کی مختصر تعبیر ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ خدا کا وجود ہے یا نہیں؟ مابعد الطبیعات (Meta Physics) کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا سلسلہ نسب بالواسطہ یا بلاواسطہ مسئلہ وجود باری تک نہ پہنچتا ہو۔ اس کے متعلق وحی ربانی کی اتباع کے بغیر عقل گمراہ جس قدر احتمالات نکال سکتی ہے وہ سب اس وقت تک نکل چکے تھے اور کوئی نہ کوئی ان کا قائل موجود تھا۔ فلسفی بھی اپنا زور ختم کر چکے تھے اور ادیان باطلہ بھی۔

خدا کی منکر دہریت یا مادیت جس نے دیمقراطیس کی گود میں شیر خوارگی کا زمانہ بسر کیا۔ اپیکورس کی سرپرستی میں پیروں چلنے لگی۔ لیوکریشس کے آغوش عاطفت میں پل کر بلوغ کو پہنچ چکی تھی۔ دور حاضر کے دہری فلاسفہ ہابس، اسپنسر، لڈوک وغیرہ نے اس کی سرپرستی صرف اس حد تک کی ہے کہ اس کے لئے نئی ضرورتوں اور نئے مذاق کی مناسبت سے غذائیں اور فیشن ایبل لباس مہیا کرتے رہے۔ بیسویں صدی کے مشہور فلسفیوں اور حامیان دہریت مثلاً برٹرنیڈ رسل، جارج سنٹیانا وغیرہ کی تحریروں کو دیکھ جاؤ۔ سوائے اس کے کچھ نہ ملے گا کہ انہوں نے اسی قدیم دہریت کو جس کی پیدائش کے متعلق تاریخ بالکل خاموش ہے۔ نئے لباس میں پیش کیا ہے۔ نظریہ کا اصل جوہر یعنی بغیر خدا کے کائنات کا وجود اور اس کے نظام کا جاری رہنا ایک ایسی چیز ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی نہ اس وقت تک ہوسکتی ہے۔ جب تک دہریت دہریت ہے۔

دوسرا جواب دینیت (Tacism) کے نام سے موسوم ہے۔ یہ نام اگرچہ صحیح نہیں مگر مشہور ہے۔ اس کا ماحصل وجود الٰہی کا اقرار ہے۔ مگر صرف اس اقرار پر معاملہ ختم نہیں ہوجاتا۔ وہ فلسفہ جو وجود باری کے معتقد ہیں ایک ایسے خدا کا اقرار کرتے ہیں جو ان کے ذہن کا ساختہ پرداختہ اور نظام عالم میں تقریباً بے اثر ہے۔ افلاطون اور ارسطو کی ثنویت (Dualism) میں بھی ان کے مزعومہ خدا کی وہی بے چارگی نظر آتی ہے۔ جو اسپنوزے کے وحدۃ الوجود میں پھر یہ وحدۃ الوجود بھی کوئی اسپنوزا کی جدت فکر نہیں ہندوستان میں تو یہ فلسفہ اس سے بہت پہلے مذہبی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ (Story of Philosophy.)

دینیت کی دوسری شکل تشبیہ اس زمانہ میں پورے شباب پر تھی۔ خدا کو صفات وکردار کے لحاظ سے انسانوں جیسا سمجھنا بہت سے مذاہب وادیان کا جوہر تھا۔ صرف ان ادیان کا نہیں جو وحشت ناک صحراؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ بعض ان ادیان کا بھی جن کی تخم ریزی تمدن کی زمین میں اور جن کی آبیاری فلسفہ سے کی گئی تھی۔

تعطیل وتشبیہ کے علاوہ مذاہب کی ایک شکل اور باقی رہ جاتی ہے جس کا نام شرک ہے۔ اس کی جتنی شکلیں اس وقت پائی جاتی تھیں۔ ان میں شاید اب تک کوئی اضافہ نہیں ہوسکا اور ہو بھی جائے تو اتنی شکلیں دیکھ لینے کے بعد اس کی غلطی کا سمجھ لینا معمولی جمع وتفریق کا سوال لگا لینے سے بھی زیادہ آسان ہے۔ ستارہ پرستی، آفتاب پرستی، نور پرستی، ظلمت پرستی، حجر پرستی، شجر پرستی، آب پرستی، نار پرستی، حیوان پرستی، انسان پرستی، وطن پرستی، ہیرو پرستی اور اسی طرح کی بہت سی پرستشیں کثرت کے ساتھ رائج تھیں۔ یہی نہیں بلکہ چین میں تو آبا پرستی وارواح پرستی بھی پوری قوت کے ساتھ قدم جمائے ہوئے تھی۔

توراۃ وانجیل میں تحریف ہوچکی تھی۔ حقیقی یہودیت فلسفہ کی آمیزش کی وجہ سے نہ صرف اپنی شکل بلکہ اپنا جوہر بھی کھو چکی تھی۔ نصرانیت، یہودیت سے اصطباغ لے کر اپنے اصلی رنگ سے محروم ہوچکی تھی۔ پولوس نے اسے یہودیت کی ایک شاخ بنایا۔ رومی سلطنت نے اس کی سرپرستی کر کے اس میں بت پرستی کی قلم لگائی۔ یونان نے اس میں فلسفہ کی آمیزش کی۔ اس طرح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حقیقی مسیحیت مفقود ہوکر اپنے بجائے یہودیت، شرک اور فلسفہ کے ایک مجموعہ کو چھوڑ گئی تھی۔ جس کا نام مسیحیت بدستور باقی رکھا گیا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”مسیح اور مسیحیت“ مولفہ شرر مرحوم)

(جاری ہے)

امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد نہ کروانا آئین سے سنگین مذاق ہے: ختم نبوۃ کانفرنس لاہور

چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس دیئے گئے تو دمادم مست قلندر ہوگا

مقررین کا تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس سے خطاب

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیراہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس موتی چوک راوی روڈ پر منعقد ہوئی، کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت احیاء دین اور وحدت امت کا مظہر ہے، مسلمانوں کی اجتماعیت ویگانگت عقیدۂ ختم نبوت میں مضمر ہے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدرآمد نہ کروانا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی غفلت اور آئین پاکستان سے سنگین مذاق ہے، چناب نگر کے تعلیمی ادارے اگر قادیانیوں کو واپس دیئے گئے تو دما دم مست قلندر ہوگا حکومت کے اس بدترین قادیانیت نواز اقدام سے مسلمانوں کے اندر غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے، قادیانی نا صرف آئین پاکستان کے تحت غیر مسلم ہیں، بلکہ وہ آئین پاکستان کے غدار اور اسلام وملک کے ازلی دشمن ہیں، قادیانی گروہ کو تعلیمی ادارے واپس کرنا صریحاً اسلام اور آئین پاکستان سے انحراف ہوگا۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، اتحاد اہلسنت والجماعت کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن، بریلوی مکتبہ فکر کے ممتاز راہنما مولانا مفتی عاشق حسین، مولانا محمد نعیم الدین، قاری جمیل الرحمن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، قاری عمر حیات، بھائی محمد حامد بلوچ، مولانا عبدالنعیم، قاری محمد اقبال، قاری محمد اسامہ، بھائی مسلم بلوچ، بھائی محمد یونس، بھائی عبدالولی حکیم ارشاد حسین، کاشان مرزا، نعمان ملک، حافظ ذوالفقار، مرزا عمر بیگ، رانا قیصر، ناصر ادریس، بھائی محمد وقاص، سمیت متعدد دینی ومقتدر شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد حسن نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہروقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں، قادیانی کفروارتداد پر ملکی وغیرملکی عدالتوں کے فیصلے سامنے آچکے ہیں قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفروارتداد کو اسلام بنا کر پیش کررہا ہے، اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے، قادیانی عقائد اسلام میں تحریف کرکے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں، قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کے ذریعے نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کررہے ہیں اور دانستہ طور پر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کو ٹی وی پروگراموں میں متنازعہ بنایا جارہا ہے، مفتی عاشق حسین نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم ہے، ہمارے اکابرین نے باہمی اتحادواتفاق سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا، آج ہم یہاں پر اپنے اکابرین کی سنت کو زندہ کررہے ہیں مختلف دینی جماعتوں کی آراء کے تنوع، پالیسیوں اور طرزعمل اور متضاد فکر کے باوجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کے ساتھ متفق نظر آتے ہیں، یہ تمام تر ختم نبوت کا اعجاز اور اکابرین ختم نبوت کی خلوص بھری محنتوں کا نتیجہ ہے۔ مولانا نعیم الدین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، قاری جمیل الرحمن اختر نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت وملت اسلامیہ کیلئے ناسور اور اسلام وایمان کیلئے زہر قاتل ہے، قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے، پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اس فتنہ کا تعاقب کرتے رہیں گے، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے اسکولز، کالجز قادیانیوں کو واپس کرنے کے دین دشمن اور آئین شکن اقدام کی ہم سب مذمت کرتے ہیں، اگر حکومت پنجاب نے قادیانیوں کو نوازنے کی کوشش کی اور چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کیے تو خاموش نہیں بیٹھیں گے۔

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منظور کالونی کے زیر اہتمام مدرسہ بیت العلم للبنات ڈیفنس ویو میں سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا، جس میں مقامی مبلغین نے مختلف موضوعات پر جستہ جستہ گفتگو کی۔

کورس کے پہلے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے اوصاف نبوت کے موضوع پر تفصیلاً گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ نبوت و رسالت ایک اعلیٰ منصب ہے اور اعلیٰ منصب کے لئے اللہ تعالیٰ انتخاب بھی اعلیٰ لوگوں کا فرماتے ہیں۔ محقق عالم دین مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے ایک رسالہ میں اوصاف نبوت جمع کئے ہیں اور یہ رسالہ احتساب قادیانیت ج:۲ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا ہے۔ حضرت کاندھلویؒ نے اس رسالہ میں اوصاف نبوت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور پھر ان اوصاف کا تقابل مرزا قادیانی سے بیان کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اوصاف نبوت میں سے ایک وصف بھی مرزا قادیانی میں موجود نہیں۔ جس انسان میں کسی منصب و عہدے کے اوصاف ہی نہ ہوں وہ کیسے اس منصب کا حقدار ہو سکتا ہے۔

کورس کے دوسرے دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' سے متعلق لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام براہ راست محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی چوکیداری ہے۔ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس منصب کا اہل نہیں آپ کے بعد مختلف لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک محافظین ختم نبوت ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آج تک امت تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں دو رائے کا شکار نہیں ہوئی۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کورس میں شریک خواتین سے گزارش ہے کہ وہ بھی اس مقدس و مبارک مشن میں اپنا کردار پیش کریں۔ مرزائی خواتین مختلف طریقے استعمال کر کے اپنے گمراہ کن عقائد گھر گھر پہنچا رہی ہیں۔ مسلمان عورتوں سے دوستیاں لگاتی ہیں، پھر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ وہ مرزائی عورت اپنے بیٹے کا رشتہ مانگتی ہے اور جب معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو مرزائی ہیں تو سوائے رسوائی اور پریشانی کے کچھ نہیں رہتا، اس لئے گھر میں آنے والی خواتین سے ضروری معلومات حاصل کر لیا کریں۔ مثلاً عقائد سے متعلق، گھر کا پتہ وغیرہ اور یہ کہ آپ کے خاوند کس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تاکہ اس کے نظریات کا علم ہو سکے۔

کورس کے تیسرے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ''حیات عیسیٰ اور رفع و نزول عیسیٰ'' پر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی واضح آیات مبارکہ اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات اس پر شاہد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ مسلمانوں کی قیادت فرمائیں گے، دجال کو تہ تیغ کریں گے، شادی کریں گے، اولاد ہوگی، پھر آپ کا وصال ہوگا، مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کی تدفین مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر میں ہوگی۔ بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس عقیدے کا انکار کر کے اپنے لئے اس عقیدہ کو ثابت کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مرزا قادیانی کی تعلیمات اسلام کے مخالف ہیں۔ اس موضوع پر سیر حاصل رہنمائی کے لئے اکابرین کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ خصوصاً شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی کتاب قادیانی شبہات کے جوابات (تین جلدیں) اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتاب تحفۂ قادیانیت بہت مفید ہے۔

کورس کے آخر میں راقم نے شریک کورس خواتین کو کورس کرنے پر مبارک باد دی اور اس پیغام کو عام کرنے کی ترغیب دی۔ مزید اس مشن پر معلومات حاصل کرنے کے لئے جماعت کا لٹریچر ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک اور ختم نبوت خط و کتابت کورس پوسٹ بکس نمبر ۱۱۳۲۷ اسلام آباد ضرور حاصل کریں۔

کورس کا اختتام راقم کی دعا پر ہوا۔ ☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت

ESTD 1880

ABS

ABDULLAH BROTHERS SONARA

عبداللہ برادرز سونارا

Formerly: H. Elyas Sonara

Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

چناب نگر، تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کیے گئے تو تحریک چلائیں گے

تعلیمی اداروں کا عملہ اور مسلم طلباء کی اکثریت ہے، امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوگا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی نائب امراء مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی جنرل سیکریٹری مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور ورلڈ پاسبان ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ علامہ ممتاز اعوان نے حکومت پنجاب کی طرف سے چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے اسکولز، کالجز قادیانیوں کو واپس کرنے کے دین دشمن و آئین شکن اقدام کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ حکومت پنجاب کے اس بدترین قادیانیت نواز اقدام سے مسلمانوں کے اندر شدید بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے اور بلدیاتی الیکشن کی آمد کے موقع پر حکومت پنجاب کے بدترین قادیانیت نواز اقدام مسلم لیگ (ن) کی شکست وزوال کا موجب بنے گا۔ غیور مسلمان ایسے کسی بھی دین دشمن قادیانیت نواز اقدام کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں نے مزید کہا کہ اگر چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کئے تو ملک بھر میں بھرپور تحریک چلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی نہ صرف آئین کے تحت غیر مسلم ہیں بلکہ وہ آئین پاکستان کے غدار اور اسلام و پاکستان کے دشمن ہیں۔ قادیانیوں نے آج تک پاکستان کے وجود اور آئین کو تسلیم نہیں کیا۔ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا الہامی عقیدہ ہے۔ اس لئے اسلام و ملک دشمن قادیانی گروہ کو تعلیمی ادارے واپس کرنا صریحاً اسلام و آئین پاکستان سے غداری کے مترادف ہوگا جو انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر میں مسلمانوں کی خاصی تعداد ہے جبکہ چناب نگر کے گرد و نواح میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اس طرح چناب نگر کے اسلامیہ اسکول و اسلامیہ کالج کا عملہ مسلمان اور مسلم طلباء کی اکثریت ہے۔ اس لئے ایسے کسی بھی ناپاک اقدام سے نہ صرف انارکی پیدا ہوگی بلکہ امن و امان کا بھی شدید مسئلہ کھڑا ہوگا۔ حکومت پنجاب ایسے کسی بھی بدترین قادیانی نواز اقدام کا فیصلہ واپس لے ورنہ ایک نہ ختم ہونے والا بحران پیدا ہوگا۔ تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں نے مزید بتایا کہ چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کے دین دشمن اور قادیانیت نواز اقدام کے خلاف تمام دینی مذہبی سیاسی جماعتوں کا اجلاس طلب کیا جائے گا۔

مکران میں بھی قادیانیت کا بھرپور تعاقب جاری رکھا جائے گا

مبلغین ختم نبوت کے دورۂ گوادر کے موقع پر بیانات

کراچی (پ ر) قادیانیت کا تعاقب ہر جگہ جاری رہے گا۔ علماء کرام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس عظیم الشان مشن کی آبیاری کے لئے تعاون کریں اور مسلسل رابطوں میں رہیں تو انشاء اللہ منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے گوادر کے علماء کرام کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ گوادر میں مرزائیوں کا راستہ ہر حال میں روکیں گے، تاہم یہاں کے عوام و خواص کو قادیانیوں کے عقائد و نظریات سے آگاہ کرنا ہوگا۔ مکران میں قادیانی مصنوعات شیزان کی صورت میں موجود ہیں، جس کا بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کا دینی و اسلامی فریضہ ہے۔ بعد ازاں قاضی احسان صاحب نے مختلف مدارس میں جاکر علماء کرام و طلباء سے خطاب کیا۔ ان مدارس میں مدرسہ علوم اسلامیہ کوہ بن گوادر، مدرسہ قاسم العلوم، مدرسہ مطلع العلوم نیا آباد، مدرسہ حمادیہ تھمنی ڈور، مدرسہ توحید یہ نمبر بندر قابل ذکر ہیں۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا قاضی احسان احمد نے مرکزی جامع مسجد بلال میں دیا۔ ان حضرات نے گوادر میں ختم نبوت کے وفد کا خیر مقدم کیا، جن میں مولانا محمد ریاض بلوچ (مدیر علوم اسلامیہ کوہ بن گوادر)، مولانا مفتی اختر دشتی (مدرس مطلع العلوم)، مولانا سلمان بلوچ (مدرس علوم اسلامیہ کوہ بن گوادر)، مولانا مجاہد دشتی، مولانا محمد راشد، مولانا لطف اللہ، مولانا اللہ بخش، مولانا محمد خیر، مولانا اسحاق، مولانا شاہد (نائب امام بلال مسجد)، قاری عبدالقدوس شامل ہیں۔ یاد رہے کہ جیوانی کا دورہ اور وہاں کے علماء کرام مولانا مفتی عبدالستار، مولانا محمد زاہد، قاری حنظلہ، حافظ زبیر و دیگر سے خوشگوار ماحول میں ملاقات ہوئی اور بلوچی زبان میں مولانا احمد شاہ بلوچ نے شب جمعہ میں جامع مسجد ذوالنورین کوہ سر جیوانی میں وعظ کیا اور جمعہ کا خطبہ جامع مسجد فیضی گوادر میں دیا اور مسلمانوں سے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی اور کہا کہ گوادر میں مرزائیوں کے لئے قدم جمانا مسلمانوں کے تعاون سے ناممکن بنادیں گے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا

مختلف مقامات پر خطاب

رپورٹ: عبدالرزاق

جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ میں خطاب:

قاری گلزار احمد قاسمی مدظلہ گوجرانوالہ کے متحرک علماء کرام میں سے ہیں۔ کئی مدارس عربیہ کا انتظام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔ ۱۹رنومبر بعد نماز عشاء جامعہ قاسمیہ میں مولانا شجاع آبادی کا بیان تھا۔ مقامی مبلغ مولانا محمد عارف شامی ساتھ تھے۔ قاری صاحب کے اصرار پر رات کا قیام بھی مدرسہ جامعہ قاسمیہ میں طے ہوا۔ نیز ۲۰رنومبر کو بعد نماز فجر بھی ''قادیانی شبہات اوران کے جوابات'' کے عنوان پر خطاب ہوا۔ قاری صاحب موصوف نے بتلایا کہ ان کے علاقہ میں بھی قادیانی سرگرم عمل ہیں، نیز انہوں نے وعدہ لیا کہ جب بھی گوجرانوالہ میں آمد ہوگی، ان کے جامعہ کے لئے وقت ضرور نکالا جائے۔

تلونڈی کھجوروالی:

تلونڈی کھجوروالی راہوالی کینٹ سے مشرق کی طرف چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، مولانا عبداللطیف عثمانی نوجوان ذہین خطیب ہیں کی دعوت پر ان سے ملاقات کی اور تلونڈی کے علاقہ میں جماعتی کام کی رفتار کا جائزہ لیا گیا۔

وزیرآباد:

چند دوستوں کی ملاقات کے لئے وزیرآباد میں تھوڑی دیر کے لئے آمد ہوئی۔ جہاں جسٹس میاں جہانگیر مرحوم کے فرزند ارجمند میاں محمد عمر سے ملاقات ہوئی، جسٹس میاں جہانگیر لاہور میں سیشن جج رہے۔ ''یوسف کذاب'' کیس کی سماعت بھی موصوف نے کی۔ میاں صاحب سے کیس کی سماعت کے دوران ملاقات ہوتی رہی بہت باہمت جج تھے۔ یوسف کذاب کے خلاف مختلف دفعات کے تحت ایف آئی آر درج ہوتی تھی۔ میاں صاحب نے کیس کی سماعت کے بعد ایک ایک دفعہ کے تحت کذاب کو سزا دی۔ سینارٹی کی بنیاد پر ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے مگر اس طرح کے بے باک فیصلوں کی وجہ سے انہیں مستقل نہ کیا گیا تو موصوف رکشہ پر بیٹھ کر گھر واپس آئے۔ میاں محمد عمر نے بتلایا کہ ڈیڈی بتلایا کرتے تھے کہ جتنا دباؤ مجھ پر کذاب کیس میں تھا، اتنا کسی کیس سے متعلق کبھی نہ ہوا، لیکن میں نے میرٹ، استغاثہ کی جاندار شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ دیا، جس کی وجہ سے میرا مستقبل داؤ پر لگا۔

پھالیہ منڈی بہاؤالدین میں:

۲۱رنومبر ظہر سے پہلے جامعہ فاروقیہ قاری غلام مرتضیٰ اور قاری محمد اسلم کی دعوت پر فاروقیہ حاضری ہوئی۔ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد مہاجرین میں علماء کرام کے ایک اجلاس میں شرکت کی، جو سانحہ راولپنڈی کے خلاف ''یوم احتجاج'' کے حوالے سے متعلق منعقد ہوا۔ علماء کرام نے کہا کہ وفاق المدارس العربیہ کی دعوت پر مساجد میں سانحہ کے پس منظر پر روشنی ڈالی جائے اور جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد مساجد کے باہر مظاہرے کئے جائیں گے اور درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

☆...... مختلف جماعتوں کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی پر حملہ کرنے والے مجرموں کو گرفتار کرکے قرارواقعی سزا دی جائے۔

☆...... تاجروں کے نقصان کا ازالہ کیا جائے۔

☆...... شہداء کے ورثا کو معاوضہ اور زخمیوں کو علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی جائے اور علاج معالجہ گورنمنٹ کے خرچہ پر ہو۔

☆...... ماتمی جلوسوں کو ان کی عبادت گاہوں تک محدود کیا جائے۔

☆...... علماء کرام نے وفاق المدارس کی قیادت سے درخواست کی کہ اگر حکومت مطالبات نہیں مانتی اوران کو عملی جامہ نہیں پہناتی تو جہلم کے جلوس نہ نکالنے دیے جائیں۔

وازہ عالم شاہ میں جلسہ ختم نبوت:

۲۱رنومبر بعد نماز عشاء جامع مسجد وازہ عالم شاہ منڈی بہاؤالدین میں جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت ضلعی امیر قاری عبدالواحد نے کی۔ جلسہ سے ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ۲۲رنومبر کو ملک وال میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔

شماری میں درس:

۲۲رنومبر صبح کی نماز کے بعد شماری کی جامع مسجد میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے درس قرآن دیا۔ درس کے بعد مقامی خطیب نے وفد کو ناشتہ کی دعوت دی، جس میں وفد ختم نبوت کے علاوہ علاقائی علماء کرام بھی شامل ہوئے۔

ملک وال میں خطبہ جمعہ:

۲۲رنومبر جمعۃ المبارک کا خطبہ ملک وال کی مرکزی جامع مسجد میں دیا اور سفر کرکے رات چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں قیام کیا اور مدرسہ کے اساتذہ کرام

مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد امین، مولانا سفیر احمد، قاری عبیدالرحمن سے ملاقات کی اور مدرسہ کی تعلیمی کارکردگی کو سراہا۔

ردقادیانیت کورس فیروز وٹواں:

مولانا سرور شعیب صالح اور محقق عالم دین ہیں۔ فیروز وٹواں میں جامعہ اجمل المدارس کے نام سے مدرسہ قائم کر رکھا ہے، بنین اور بنات دونوں شعبہ میں طلباء وطالبات خاصی تعداد میں زیر تعلیم ہیں۔ وہاں ۲۳ رنومبر صبح ساڑھے نو بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک ردقادیانیت کورس رکھا گیا۔ جس میں دسیوں خواتین اور جوانوں نے شرکت کی۔ مولانا ریاض احمد وٹو نے ابتدائی بیان کیا اور ردقادیانیت کورس کی ضرورت وافادیت پر خطاب کیا جبکہ مولانا شجاع آبادی نے آیت ختم نبوت میں ''خاتم النبیین'' کی تشریح آیات قرآنی احادیث نبویہ، لغت عرب اور قدیم مفسرین کے اقوال سے ثابت کیا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت کے منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ کورس کی دوسری نشست بعد نماز ظہر تا نماز عصر منعقد ہوئی، جس میں مولانا سرور شعیب نے کورس کے شرکاء، خواتین اور مردوں کا شکریہ ادا کیا اور مولانا شجاع آبادی کو دعوت خطاب دی۔ مولانا شجاع آبادی نے اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی تقابلی جائزہ کے عنوان سے خطاب کیا۔ تیسری نشست بعد نماز مغرب تا نماز عشاء منعقد ہوئی، جس میں مولانا شجاع آبادی نے مذکورہ بالا موضوع پر خطاب کیا۔ چوتھی نشست ۲۴ رنومبر کو صبح ۹ تا ساڑھے بارہ بجے تک منعقد ہوئی۔ جس میں قرب وجوار کی مساجد کے ائمہ وخطباء نے بھرپور شرکت کی اور خواتین نے بھی دلچسپی لی، آخری تقریب سے مولانا ریاض احمد وٹو، مولانا سرور شعیب اور مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان متنازعہ فیہ دس مسائل پر روشنی ڈالی اور نوٹس لکھوائے۔ مولانا شجاع آبادی کی دعا پر کورس اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس مانانوالہ:

جامعہ امینیہ مانانوالہ میں ۲۴ رنومبر بعد نماز عشاء مولانا سرور شعیب کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں مولانا ریاض احمد وٹو، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاری محمد رمضان خطیب جامعہ توحیدیہ شیخوپورہ کے بیانات ہوئے اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔

سفائر ملز میں لائبریری کا معائنہ:

فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ پر سفائر ملز کی جامع مسجد میں شاندار لائبریری قائم ہے۔ جامع مسجد سفائر ملز کے خطیب مولانا محمد زکریا کی دعوت پر مولانا شجاع آبادی، مولانا ریاض احمد وٹو کی معیت میں تشریف لائے اور لائبریری کا معائنہ کیا اور لائبریری سے استفادہ کرنے والوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کی دعا کی نیز خطیب صاحب نے مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔

پنواں میں درس قرآن:

فیصل آباد، شیخوپورہ روڈ پر واقع پنواں نامی گاؤں میں مولانا شجاع آبادی، مولانا ریاض احمد وٹو کی معیت میں تشریف لائے، رات کو قیام کیا۔ ۲۵ رنومبر صبح کی نماز کے بعد درس دیا، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ مولانا عبدالرشید کی دعوت پر درس قرآن دیا۔

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیوں کا طریقہ واردات پہلے یہ تھا کہ مسلمان نوجوانوں کو نوکری اور چھوکری کا لالچ دے کر قادیانی بناتے تھے، اب انہوں نے دھوکے سے مسلمان بچیوں کو اپنے آپ کو مسلمان شو کرکے اپنے نکاح میں لاتے ہیں، آپ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ وہ بچوں اور بچیوں کے رشتہ کرتے وقت قادیانی دھوکا بازوں سے خبردار رہیں۔

۲۵ رنومبر ٹوبہ میں:

پنواں سے مولانا شجاع آبادی ٹوبہ تشریف لائے، جہاں مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن حاجی قاضی فیض احمد، مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مولانا خبیب احمد، مولانا سعداللہ لدھیانوی اور دیگر کارکنوں سے ملاقات کی۔

جھنگ میں تعزیتی جلسہ سے خطاب:

۲۵ رنومبر بعد نماز عشاء جامع مسجد شیخ لاہوری میں برادر محمد جمیلؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا غلام حسین نے کی۔ صدر جلسہ کے علاوہ مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا اور آخر میں محمد جمیل مرحوم سمیت تمام مسلمانوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی، نیز استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفور تاکیؒ سجاول کی ترقی درجات کے لئے بھی دعا کی گئی۔

۲۶ رنومبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ختم نبوت بیگ کالونی جھنگ صدر میں درس دیا۔ شیخ مقبول احمد، قاری خلیل احمد، مولانا حبیب احمد، جاوید اقبال، ساجد اقبال، محمد طاہر کے علاوہ کئی ایک رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ صبح کی نماز کے بعد جھنگ سے بہاولنگر اور کہروڑپکا رات قبل از نماز عشاء امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم، مولانا منیر احمد منور، مولانا مجیب الرحمن، مولانا حبیب اللہ اور دیگر اساتذہ باب العلوم سے ملاقاتیں کیں اور رات قیام باب العلوم میں کیا۔

☆☆..............☆☆

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرین صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائٹل | کمپیوٹر کتابت | عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے ۔ بنائیے ○ اشتہارات دیجیے ○ مالی امداد فراہم کیجیے